ہفت روزہ

ترجمانِ اسلام

لاہور

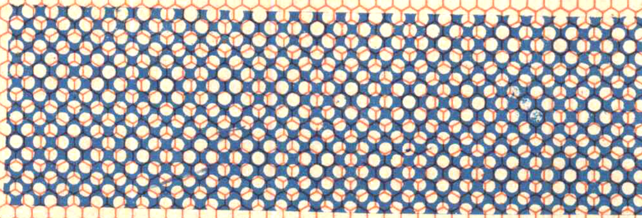
نگرانِ اعلیٰ مفتی محمود

حافظ محمد ...

2/12

کیا تحریک کے نتائج اتحاد کے حق میں ثابت ہوں گے؟

غیر جانبدارانہ تحریر



اس کے علاوہ اس ہفتے

حالات و واقعات، ملتان کے لیل و نہار، پارلیمانی نظام حکومت کا تاریخی سیاسی پس منظر، ہمارے قومی مسائل اور ان کا حل

شہر شہر سے، طلباء کی سرگرمیاں، قارئین کے خطوط، گجرات سیرت کانفرنس

ایک بہت بڑا جرم

کچھ بھٹو نے اپنی ذات

کے اقتدار کے لیے چیلنج

ں ہو گئے ہیں اس سے

کام ... لیے گیا۔ جہاں جہاں بھٹو کو یہ محسوس ہوا

بن سکتا ہے ... کی کوشش کی۔ بھٹو کے دورِ اقتدار میں

۱۹۷۸

مصر کے بازار کی طرح

گوہر ملسیانی

بن جاؤ دھوپ میں گھنے اشجار کی طرح
پھیلو جہاں میں حُسن کے افکار کی طرح

تعمیر کی ہے آز پہ جس نے فصیلِ زیست
گرتی ہے آخر ریت کی دیوار کی طرح

دنیا میں کامیاب ہے، عقبیٰ میں سُرخرو
جھکتا ہے جو بھی شاخِ ثمر دار کی طرح

جس کے لیے زمانے سے ہم نے بگاڑی تھی!
ملتا ہے آج وہ ہمیں اغیار کی طرح

ہوتا ہے شہر شہر پہ کنعان کا گماں
بکتے ہیں یوسفِ مصر کے بازار کی طرح

لوگوں کے بولوں سے زیادہ پھول آپ کا
چبھتا ہے میرے دل میں نوکِ خار کی طرح

چاہت پہ کس کی مرمٹے گوہر جو آج کل
ہوتی ہی ہے عشق کے بیمار کی طرح

سچ بولتے رہو

گلشن ہو راہگزار ہو، سچ بولتے رہو!
گل ہو کہ نوکِ خار ہو سچ بولتے رہو

جور و جفا و ظلم کی تلوار بھی اگر!
قلب و جگر کے پار ہو سچ بولتے رہو

اس طور اپنی موت کو پیغام موت دو
خود موت شرمسار ہو، سچ بولتے رہو.

مکر و فریب و کذب کی بے رحم تیغ سے
سینہ اگر فگار ہو، سچ بولتے رہو.

پیغام دے رہی شہادت حسینؓ کی
خنجر کی تیز دھار ہو سچ بولتے رہو

بازؔ یہی سن رہا ہوں یہ منصور کی صدا
منبر ہو یا کہ دار ہو سچ بولتے رہو

غفار بابر ایم اے، ڈیرہ اسماعیل خان

اداریہ



جلد نمبر ۲۰ شمارہ نمبر ۱۴

جمعۃ المبارک ۲۴ مارچ ۷۸ء ۱۴ ربیع [illegible]

سرپرست

مولانا عبید اللہ انور

مدیر

اکرام القادری

مدیر معاون

عمیر الہاشمی



بدل اشتراک

سالانہ

۴۵ روپے

ششماہی

۲۳ روپے

سہ ماہی ۱۲.۵۰ روپے

فی پرچہ

ایک روپیہ

ازمکافاتِ عمل غافل مشو!

لاہور ہائی کورٹ نے (۴۰۵ صفحات پر مشتمل) مسٹر احمد رضا قصوری کے والد نواب محمد احمد خان کے مقدمۂ قتل کا فیصلہ سنا دیا، بھٹو اور ان کے ساتھی چار دیگر ملزموں کو موت کی سزا سنائی گئی۔ سزائے موت پانے والوں میں ایف، ایس، ایف کے سابق ڈائریکٹر آپریشنز میاں محمد عباس، انسپکٹر غلام مصطفیٰ، سب انسپکٹر ارشد اقبال اور اسسٹنٹ سب انسپکٹر رانا افتخار شامل ہیں۔ ملزموں کے خلاف تمام الزامات مکمل طور پر ثابت ہو گئے ہیں۔ فاضل عدالت نے اپنے فیصلہ میں لکھا ہے کہ مقدمہ کا بڑا ملزم (بھٹو) ہی قتل کی سازش کا اصل ملزم ہے۔ اس نے ایف ایس ایف کو انتقام لینے کے لیے جرائم پیشہ اور کرائے کا قاتل بنا دیا۔ عدالت نے سزا یافتگان کو سات دن کے اندر سپریم کورٹ میں اپیل کرنے کی اجازت بھی دے دی۔ عدالت نے اپنے فیصلے میں مزید لکھا کہ ملزم بھٹو جھوٹ بولنے کا عادی ہے۔ سماعت کے دوران عدالت پر من گھڑت الزامات لگاتا رہا۔ نیز اشتعال انگیز اور توہین آمیز رویہ کا بھی مرتکب ہوا۔ تمام ملزموں کو مختلف دفعات کے تحت سات سات سال اور پانچ پانچ سال قید بامشقت کی بھی سزا دی گئی۔ یہ فیصلہ مسٹر جسٹس آفتاب حسین نے لکھا، اور بنچ کے دیگر چار ارکان چیف جسٹس مسٹر جسٹس مولوی مشتاق حسین مسٹر جسٹس زکی الدین پال، مسٹر جسٹس ایم۔ ایس۔ ایچ قریشی، مسٹر جسٹس گلباز خان نے فیصلے سے اتفاق کیا۔

اس حقیقت سے کوئی بھی شخص انکار نہیں کر سکتا کہ پاکستان کی تاریخ کا یہ اہم ترین فیصلہ دور رس اور مثبت نتائج کا حامل ہے۔ اس فیصلے کی منفرد خصوصیت یہ ہے کہ ہماری قومی اور ملکی تاریخ میں ملک کے ایک ایسے حکمران جو اپنے دور کا بلاشرکتِ غیرے حکمران اور ملک کے سب سے بڑے منصب پر فائز تھا کو عبرت ناک سزا (سزائے موت) سنائی گئی ہے۔

اس سے قبل ہمارے ملک کی یہ روایت رہی ہے کہ آنے والا ہر حکمران اپنے پیشرو حکمران کو تحفظ فراہم کرتا رہا ہے خواہ اس سے کتنا ہی بڑا قومی اور ملی جرم سرزد ہوا ہو۔ یہ روایت اتنی مستحکم کر دی گئی تھی کہ عوام کے پُرزور اور متفقہ مطالبے کو بھی درخورِ اعتنا نہیں گردانا جاتا تھا۔ عوام نے اپنے دور کے حکمران سے مطالبہ اور احتجاج کیا اور بھرپور احتجاج کیا کہ سابقہ حکمرانوں کو ان کے کیے دھرے کی سزا ملنی چاہیے، مگر ہر احتجاج اور ہر مطالبہ ان سنا کر دیا جاتا۔ اس اغماض اور احتراز کی وجہ ظاہر ہے یہی تھی کہ اگر اس مطالبے کو ایک مرتبہ پذیرائی بخش دی گئی اور احتساب کی نیو اٹھا دی گئی تو پھر ہر جانے والے کا احتساب ہو گا۔

اس سلسلے میں مسٹر بھٹو نے متضاد کردار ادا کیا وہ اقتدار میں آنے سے پہلے سابقہ برسرِ اقتدار حکمرانوں کے قومی جرائم کی طویل فہرست عوام کے سامنے رکھ کر مقبولیت اور عوامی پذیرائی کی منازل طے کرتے رہے، لیکن جب وہ خود اقتدار کے سنگھاسن پر براجمان ہوئے تو عوام سے کیے گئے تمام وعدوں کو فراموش کر کے قومی مجرموں کو تحفظ فراہم کیا، بلکہ بھٹو نے سابقہ حکمران مجرموں کو سزائیں دینے کی بجائے خود اُن سے بھی بڑے اور گھناؤنے جرائم کا ارتکاب کیا اور اپنے ماتحتوں کو بھی جرائم کے ارتکاب کی تلقین و ہدایت کی۔

بھٹو نے یہاں تک بھی کرنے سے دریغ نہیں کیا کہ جس شخص میں ارتکابِ جرم کی معمولی صلاحیت بھی دیکھی اس کی اس صلاحیت کو اس ترتیب اور تدریج کے ساتھ جلا بخشی اور فروغ دیا۔ کہ وہ چند دنوں میں ایک بہت بڑا مجرم بن گیا۔ مستزاد یہ کہ ان قومی مجرموں کو قانون کی زد سے بچ نکلنے کا تحفظ بھی فراہم کیا جاتا رہا اور یہ سب کچھ بھٹو نے اپنی ذات اور اپنے اقتدار کے استحکام کے لیے کیا۔ جہاں جہاں بھٹو کو یہ محسوس ہوا کہ فلاں شخص اس کے اقتدار کے لیے چیلنج بن سکتا ہے اسے ٹھکانے لگانے کی کوشش کی۔ بھٹو کے دورِ اقتدار میں جتنے سیاسی قتل ہوئے ہیں اس سے

عوام بے خبر نہیں۔ بھٹو کی تکنیک یہ رہی ہے کہ اپنے سیاسی حریف کو سیاسی رشوت کے ذریعہ رام کرنے کی کوشش کی جائے اور اگر اس مقصد میں کامیابی نہ ہو تو پھر اس کو صفحۂ ہستی سے مٹا دیا جائے، تاکہ نہ رہے بانس اور نہ بجے بانسری۔ اور بھٹو سیاست کا یہ اصول نہ صرف بیگانوں اور مخالفوں کے سلسلے ہی میں کارفرما رہا ہے، بلکہ خود اپنوں کو بھی اسی اصول کی سان پر کسا ہے۔ ذرا کسی نے بھٹو کے اشارۂ ابرو پر تھرکنے سے انکار یا اغماض کیا اور بس پھر کیا تھا نادر گردی شروع ہو گئی۔ یہ سلسلہ مسلسل ۶ سال تک چلتا رہا اور عوام اس نادر گردی کی بے رحم چکی میں پستے رہے۔

بھٹو اپنے طور پر یہ سمجھے ہوئے تھا کہ اپنے حریفوں پر جتنا بھی زیادہ ظلم کیا جائے گا، اتنا ہی عوام میں خوف و ہراس اور دہشت و سراسیمگی پھیلے گی جس کے نتیجے میں اس کے اپنے اقتدار کی عمر دراز ہوگی، مگر اسے یہ کب علم تھا کہ قدرت کی لاٹھی بے آواز ہے اور اس کی پکڑ شدید ہے۔ بھٹو کی منتقمانہ ذہنیت اسے یہ سوچنے ہی نہیں دیتی تھی کہ اس سے بالا بھی کوئی طاقت ہے اور وہ انسان کے سان گمان کے بالکل برعکس پکڑتی ہے اور اور اتنی شدت سے پکڑتی ہے کہ کوئی بچانے والا نہیں ہوتا۔

اس مکافاتِ عمل پر بھٹو کے مفاد پرست "پرستار" ناک بھوں چڑھاتے ہیں، لیکن وہ یہ نہیں سوچتے کہ یہ ان اعمالِ شنیعہ کا بدلہ ہے جو اس نے اپنے ۶سالہ دورِ اقتدار میں روا رکھے۔ کاش بھٹو کے یہ نام نہاد خیر خواہ اسے اس کے دورِ آمریت میں ظلم و بربریت کا بازار گرم نہ کرنے کا مشورہ دیتے اور بھٹو سے اس کے سیاسی مخالفوں کو اس کی خون آشام تلوار سے بچا لینے میں کامیاب ہو جاتے تو بھٹو کو یہ روزِ بد نہ دیکھنا پڑتا، مگر یہ خیر خواہانِ بادہ نوش اور یہ ہمدردانِ عشرت کوش تو خود چھوٹے چھوٹے بھٹو بنے ہوئے تھے اور ان کا کیانِ ازلی وفاداران پشتینی تو خدا اپنے اپنے دائرہ اثر و اختیار میں [illegible] بہیمیت و سبعیت کی علامت بنے ہوئے تھے۔!

ہم ببانگِ دہل کہتے ہیں کہ ہائی کورٹ کے اس تاریخی فیصلے کے مثبت نتائج برآمد ہوں گے اور آئندہ کبھی کسی حکمران کو حماقت کرنے اور ملک و قوم کے مستقبل کو داؤ پر لگانے کی جرأت نہیں ہوگی۔ اور اقتدار کو تعیشات و حصول مفادات کا ذریعہ بنانے کی بجائے ایک قومی ذمہ داری سمجھا جائے گا اور احتساب کا خوف ہر حکمران کو راہِ راست پر گامزن رہنے اور راست کے اصول محکم پر چلنے کی توفیق میسر ہوگی جس کے نتیجے میں نہ صرف ملک و قوم خوشگوار نتائج سے متمتع ہوں گے۔ بلکہ خود مقتدر طبقہ کو بھی عوامی حمایت و تائید حاصل ہوگی۔

آخر میں ہم یہ کہے بغیر نہیں رہ سکتے کہ موجودہ فیصلے سے عوام کی اس خواہش کی بھی تکمیل ہوئی ہے کہ مجرم کو اس کے کیے کی سزا ملنی چاہیے۔

اس کے ساتھ ہی ہم اربابِ اقتدار کو یہ مشورہ دیں گے کہ احتساب کا عمل جو جاری ہے اس کی تکمیل بھی بدرجہ اتم ہونی چاہیے اور اس عمل کی رفتار میں تیزی آنی چاہیے۔ تاکہ احتساب کے بعد عوام اپنی مرضی کی حکومت قائم کر کے ملک کی گاڑی کو راست سمت کی طرف رواں دواں کر سکیں اور عوام و حکومت کے درمیان خلا نہ رہے۔ عوام کے نمائندے براہ راست عوام کے مسائل حل کریں۔ اور ہمارا ملک امن و عافیت کا گہوارہ بن کر دنیا کے نقشے پر ابھرے۔

نظر بظاہر موجودہ حکومت کے سربراہ مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب کی بھی یہی خواہش اور کوشش ہے جس کا اظہار وہ اپنی تقریروں، بیانات اور انٹرویوز میں کرتے رہتے ہیں، لیکن اس کے باوجود تیز تر گامزن کی روش کو اپنانا نہایت ضروری ہے۔

الیکشن سیل کے ارکان سے ملاقات

گزشتہ دنوں پاکستان قومی اتحاد کے صدر مولانا مفتی محمود کی قیادت میں قومی اتحاد کے پندرہ رہنماؤں نے الیکشن سیل کے ارکان سے ملاقات کی۔ اور قومی و ملکی امور پر تبادلہ خیال کیا۔ گو الیکشن سیل اور قومی اتحاد کے رہنماؤں کے مابین ہونے والی گفت و شنید کی تفصیلات اخبارات میں نہیں آئیں، مگر قومی حلقوں کا خیال یہی ہے کہ گفتگو کا موضوع قومی معاملات ہی رہے ہوں گے اور ایک دوسرے نے مختلف قومی مسائل پر اپنے اپنے نکتہ نگاہ سے آگاہ کیا ہوگا۔

اس ملاقات کا مثبت پہلو تو یہی ہے کہ اس قسم کی باہم دگر ملاقاتوں سے عوامی رہنماؤں اور حکومت کے ارکان کو افہام و تفہیم کا موقعہ ملتا ہے، لیکن اس سلسلے کو مزید نفع بخش بنانے کے لیے اگر پیش آمدہ مسائل پر عوام کی آزادانہ رائے بھی لے لی جائے تو حکومتی ارکان کو مزید اعتماد کے ساتھ کام کرنے کا موقعہ بہم پہنچتا ہے۔ سابقہ حکومتوں میں بھی اس قسم کی اکا دکا کوشش ہوتی رہی ہے مگر ان کوششوں میں زیادہ تر اپنا ہی یکطرفہ نکتہ نظر منوانے بلکہ مسلط کرنے کا جذبہ کارفرما رہا ہے۔ ہم بغیر کسی بدگمانی کے حکومت سے وابستہ ارکان سے امید رکھتے ہیں کہ وہ ان ملاقاتوں کو ملاقات برائے ملاقات کی پھبتی سے بچانے کی سعی کریں گے۔

پاکستان قومی اتحاد کے رہنماؤں کے علاوہ جمعیۃ علماء پاکستان کے پانچ رہنماؤں نے الیکشن سیل کے ارکان سے علیحدہ ملاقات کی۔ بہتر ہوتا کہ جمعیۃ علماء پاکستان کے مقتدر رہنما اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد تعمیر کرنے کی بجائے قومی اتحاد میں رہتے ہوئے ہی اکٹھے ملاقات کرتے، مگر افسوس کہ جمعیۃ علماء پاکستان کے قابل احترام رہنماؤں کی سوچ کا رخ اتحاد کی بجائے افتراق اور انتشار کی طرف جا رہا ہے جب کہ نوابزادہ نصر اللہ خان صاحب کی وضاحت کے مطابق ان رہنماؤں کو ان کے اپنے ہی ارکان جماعت کی وساطت سے اتحاد کے فیصلے سے قبل از وقت آگاہ بھی کر دیا گیا تھا اور اگر بالفرض ان کو اطلاع پہنچنے میں کسی قسم کی تاخیر بھی ہو گئی تھی تب بھی وسیع تر قومی مفاد اور دانشمندی کا تقاضا یہ تھا کہ اس عذر لنگ کو بہانہ نہ بنایا جاتا۔ اور قومی اتحاد کے رہنماؤں کی حیثیت سے ملاقات کر کے نیک نامی حاصل کی جاتی اور

ع: پیوستہ رہ شجر سے امید بہار رکھ

کے سنہری اصول پر عمل کیا جاتا۔

عبدالرؤف گجرات

گجرات سیرۃ کانفرنس

۱۶ ربیع الاول بروز ہفتہ بعد نماز عشاء بمقام جامعہ الامینیہ نزد جنرل بس سٹینڈ گجرات سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر ایک عظیم الشان جلسہ عام منعقد ہوا جس میں حضرت مولانا سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری سید ضیاء اللہ شاہ صاحب، قاری نور الحق قریشی صاحب ایڈووکیٹ، مولانا احمد سعید صاحب، مولانا غلام مصطفےٰ صاحب بہاولپوری مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی، شاعر اسلام الحاج سید امین گیلانی صاحب۔

جلسہ کی صدارت حضرت مولانا عنایت اللہ شاہ صاحب نے کی اور جلسہ کی کارروائی کا آغاز قرآن مجید کی تلاوت سے ہوا۔ قرآن مجید کی تلاوت مختلف قراء نے کی جن کے نام یہ ہیں:

قاری محمد اختر صاحب، قاری عبدالجبار صاحب قاری عبدالباقی صاحب، قاری غلام رسول صاحب شوق اور قاری حبیب الرحمٰن۔

سٹیج سیکرٹری کے فرائض جناب عبدالرؤف شاہد ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام ضلع گجرات نے انجام دیئے اور جلسہ گاہ کا انتظام و انصرام جناب چوہدری محمد خلیل صاحب کے سپرد تھا۔ حاضرین نے توجہ اور اطمینان سے مقررین کے بیانات کو سنا۔ قرآن پاک کی تلاوت کے بعد سید ضیاء اللہ شاہ صاحب نے جلسہ عام سے خطاب کیا۔ انہوں نے فرمایا کہ:

علماء کرام سیاست میں حصہ کرسی وزارت کے لالچ کی بناء پر نہیں لے رہے بلکہ ان کا سیاست کے میدان میں آنے کا مقصد یہ ہے کہ ملک میں اسلام کے قانون کو جاری وساری کیا جا سکے۔

انہوں نے کہا کہ علماء کرام کے پاس تو وہ مقام ہے کہ اس مقام منبر رسول کے مقابلے میں ہزاروں بلکہ لاکھوں وزارتیں اور صدارتیں ہیچ ہیں۔!!!

شاہ صاحب کے بعد مولانا احمد سعید صاحب نے اپنے مخصوص انداز میں امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ کی سوانح حیات پر روشنی ڈالی اور ان کے عظیم کارناموں کو بیان کیا اور فرمایا کہ ہمیں چاہیے کہ ان بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر ملک میں اسلام کے قانون کو نافذ کرنے کے لیے دن رات ایک کر دیں اور خواب غفلت سے بیدار ہو کر اسلام کی نشر و اشاعت کا کام تیز سے تیز تر کر دیں، تاکہ ملک کے گوشے گوشے میں اسلام کی آواز پہونچ جاوے اور مسلمان اپنی پہلی حالت کی طرف لوٹ آئیں۔

ان کے بعد سید عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری نے خطبہ صدارت دیا اور فرمایا۔

"مجھے یہ خوشی ہے کہ جمعیۃ علماء اسلام پورے ملک میں قائد جمعیۃ حضرت مولانا مفتی محمود مدظلہ العالی کی قیادت میں اسلام کے قانون کو عملی طور پر نافذ کرنے کے لیے میدان میں سرگرم عمل ہے، سر پر کفن باندھ کر میدان سیاست میں رواں دواں ہے"

انہوں نے فرمایا کہ:

"میں جمعیۃ کے لیے دعا گو ہوں کہ اللہ تعالیٰ کارکنان جمعیۃ علماء اسلام کو زیادہ سے زیادہ محنت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اپنے مریدوں کو نصیحت فرمائی کہ جہاں تک ہو سکے تم بھی اس جماعت کے ساتھ تعاون کرو اور جمعیۃ علماء اسلام سے مل کر کام کرو"

پھر حضرت شاہ صاحب علالت کی وجہ سے گھر تشریف لے گئے اور ان کی عدم موجودگی میں مولانا سید بشیر احمد شاہ صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام ضلع گجرات کو جلسہ کی صدارت کے لیے منتخب کیا۔ اور انہوں نے صدارت کے فرائض انجام دیئے۔ حضرت شاہ صاحب کی تقریر کے بعد شاعر اسلام الحاج سید امین گیلانی صاحب نے ولولہ انگیز کلام پیش کیا۔

اس کے بعد علامہ غلام مصطفےٰ صاحب بہاولپوری نے جلسے سے خطاب کیا اور فرمایا:

"ہمارے لیے ضروری ہے کہ ہم سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کو سامنے رکھیں اور ہمارا ہر کام سنت مطہرہ کے مطابق ہو۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنے گھروں میں سنت پر عمل کرائیں، پھر اہل محلہ کو ترغیب دلائیں۔ اس کے بعد اہل شہر اور پھر تمام ملک کے باشندوں کو سنت پر عمل کرنے کی ترغیب دلائیں اور اس کے لیے ضروری ہے کہ ہم دن رات محنت کریں۔!"

ان کے بعد پھر امین گیلانی صاحب نے ایک نظم پڑھی اور مجمع کو بیدار کیا۔

ان کے بعد جناب مولانا قاری نور الحق صاحب قریشی ایڈووکیٹ ناظم عمومی جمعیۃ علماء اسلام پنجاب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"ہم ملک میں ایسا نظام عدل قائم کرنا چاہتے ہیں کہ ملک کے ایک کونے سے دوسرے کونے تک کوئی ڈھونڈنے سے بھوک زدہ انسان نہ ملے۔ بلکہ ہم ایسا نظام قائم کرنا چاہتے ہیں جس نظام کے متعلق حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اس ارشاد سے ہماری رہنمائی ہوتی ہے کہ:

"اے عمر! اگر دریائے فرات یا دریائے دجلہ کے کنارے ایک کتا یا جانور بھوکا یا پیاسا مر گیا تو اللہ تعالیٰ کو قیامت کے دن کیا جواب دو گے؟"

انہوں نے فرمایا کہ ہم ملک کا سربراہ اس آدمی کو بنانا چاہتے ہیں کہ جس سے ایک عام آدمی مجمع میں سے اٹھ کر یہ پوچھ سکے کہ تمہارا کرتہ کیسے بنا اور تم نماز جمعہ کے لیے دیر سے کیوں آئے ہو؟

ان کے بعد حضرت مولانا منظور احمد صاحب چنیوٹی نے جلسہ عام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو اپنا کر ہی ہم دین اور دنیا کی کامیابی حاصل کر سکتے ہیں اور اس کے لیے ہے کہ ہم حضور کی ایک ایک سنت پر عمل کریں۔

فقط جلسے کرلینا، اور جلوس نکال لینا یہ کامیابی کا راستہ نہیں ہے۔ مزید براں اللہ تعالیٰ نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش اور وفات کو ایک دن اور ایک تاریخ میں یکجا کر دیا ہے اور اس میں حکمت یہ ہے کہ میری امت کے افراد جب میری پیدائش کے دن کو پائیں تو خوشی منانے لگیں تو وفات یاد آجائے اور جب افسوس کا دن منانے لگیں تو خوشی کا دن یاد آجائے اور اس سے عبرت حاصل کریں۔ خوشی یا غمی کا دن منانے میں نجات نہیں ہے، بلکہ اگر نجات ہے تو فقط اس بات میں کہ حضور کی سنت کی پیروی کی جائے

اس کے بعد مولانا صاحب نے چند ایک قرار دادیں پیش کیں، حاضرین نے بیک آواز ان کی تائید کرکے مطالبہ کیا کہ جلد از جلد ان قرار دادوں کو منظور کرکے تمام مسلمانوں کے مطالبات کو پورا کیا جائے۔

قرار دادیں یہ ہیں:

۱۔ جمعیۃ علماء اسلام ضلع گجرات کا یہ عظیم الشان اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ملک میں جلد از جلد نظام مصطفےٰ کا نفاذ عمل میں لایا جائے

۲۔ جمعیۃ کا یہ عظیم اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ختم نبوت کے تمام قانونی تقاضوں کو جلد از جلد پورا کیا جائے۔

۳۔ یہ عظیم اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ فرقہ مرزائیہ کو اسلامی اصلاحات والقابات کے استعمال سے روکا جائے اور جملہ اصطلاحات فرقہ مرزائیہ کے لیے ممنوع قرار دی جائیں۔

۴۔ یہ عظیم اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ قادیانیوں، مرزائیوں کے ترجمہ قرآن پر پابندی لگا دی جائے۔

۵۔ یہ اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ پاسپورٹ اور شناختی کارڈ میں مذہب کے ایک خانہ کا اضافہ کیا جائے۔

۶۔ یہ عظیم اجتماع حکومت سے مطالبہ کرتا ہے کہ ربوہ کا نام تبدیل کرکے کوئی نام رکھا جائے، اور اسے کھلا شہر قرار دیا جائے۔

اس اجتماع میں تقریباً ڈھائی تین ہزار افراد نے شرکت کی! یہ جلسہ بہت کامیاب رہا۔

نیز اسی روز ڈھائی بجے بعد از نماز ظہر ارکان جمعیۃ ضلع گجرات سے بھی مقررین نے خطاب کیا۔ اس موقعہ پر قاری محمد اختر صاحب نے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ اور امیر ضلع سید بشیر احمد شاہ صاحب مدظلہ العالی نے اجلاس کی صدارت کی۔

مولانا احمد سعید صاحب نے ارکان جمعیۃ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

ہمارے اکابر نے انگریز کے خلاف زبردست جدوجہد کی اور آخری دم تک ان کے مقابلے میں ڈٹے رہے۔ بالآخر انگریز کو ملک ہندوستان چھوڑنا پڑا اور اسکو دو حصوں میں تقسیم کر دیا۔ ایک حصہ ہندوؤں کے حوالے کر دیا اور دوسرے حصہ پر اپنے پٹھوں کو قبضہ دیکر چلتا بنا اور یہ بظاہر مسلمان تھے، لیکن اندر سے منافق تھے اور اسلام کے باغی۔ اور یہی وہ مسلمان تھے جن کے باپ دادوں نے ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کو ناکام بنایا اور علماء کی چلائی ہوئی تحریک سے غداری کی۔ بہر حال انہوں نے فرمایا کہ ہمیں اپنے اکابرین کے نقش قدم پر چل کر اسلام کے مراکز، مساجد، دینی مدارس، خانقاہیں اور دیگر اہم مقامات کے ساتھ مضبوط رابطہ قائم کرنا چاہیے، تاکہ ہم اپنی عظمت رفتہ کو بحال کر سکیں۔ اور اس کے لیے ہمیں چاہیے کہ یہ جو مختلف شعبہ جات ہیں ان سے بھی رابطہ قائم کریں مثلاً مزدوروں کا شعبہ، کسانوں کا شعبہ، طلباء وکلاء، مزدوروں میں لیڈر پیدا کرنا جمعیۃ کا اپنا کام ہے اور کسانوں میں بھی، اور اسی طریقہ پر جو ملک میں یونینز بنی ہوئی ہیں ان سے رابطہ قائم کرنا جمعیۃ کا اولین فریضہ ہے۔ امیروں کی نسبت غریبوں، مزدوروں اور کسانوں کے تعاون کی زیادہ ضرورت ہے۔ سیاست میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے یہ طبقات ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی نصرت و مدد کے بعد ان کے تعاون کی از حد ضرورت ہے!

ان کے بعد قاری نور الحق قریشی ایڈووکیٹ ناظم عمومی جمعیت علماء اسلام صوبہ پنجاب نے اراکین جمعیت ضلع گجرات سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

ملک پاکستان میں جمعیۃ کو سیاسی میدان میں کامیاب کرانے کے لیے تنظیم کا پیدا کرنا از حد ضروری ہے اس کے لیے چاہیے کہ ہر ضلع کا ناظم اور امیر ضلع کا دورہ جاری رکھیں اور حالات سے باخبر رہیں اور گاہے گاہے ارکان جمعیۃ کی میٹنگ بلاکر صلاح مشورہ کے بعد ایک اور قدم آگے بڑھانا چاہیے۔

موجودہ سیاسی حالات پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ: جمعیۃ کی پالیسی یہ ہے کہ جہاں تک ممکن ہے جمعیۃ اتحاد کو برقرار رکھے گی اور اتحاد قائم رکھنے کے لیے بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی دریغ نہیں کرے گی۔!!

ان کے بعد مولانا منظور احمد چنیوٹی نے اجلاس سے خطاب کیا۔ اور اپنے خطاب میں جمعیۃ علماء اسلام ضلع گجرات کا تنظیمی ڈھانچہ قائم ہونے پر اظہار مسرت۔ اور ارکان جمعیۃ ضلع گجرات کو مبارک باد دی اور زیادہ سے زیادہ جمعیت کی کارکردگی میں اضافہ کی تلقین کی اور ملک میں حضرت قاید جمعیۃ کی خدمات کو سراہا کہ حضرت مفتی صاحب نے ملک میں اسلامی قانون کے نفاذ کے لیے جدوجہد کرکے اکابرین کی تاریخ کو دہرادیا ہے اور علماء کرام کی گرتی ہوئی ساکھ کو بحال کر دیا ہے اور علماء کرام کا وقار جو مجروح ہو چکا تھا دوبارہ بحال کیا ہے۔ حضرت مولانا صاحب نے حضرت مفتی صاحب کے ارشاد کے مطابق ممبر سازی کا حکم دیا ہے۔

ان کے بعد حضرت علامہ مولانا غلام مصطفےٰ صاحب نے خطاب کیا اور فرمایا:

"سیاست کے میدان میں آنا کوئی معمولی کام نہیں ہے، بلکہ سیاست میں آنا چٹانوں اور پہاڑوں سے ٹکرانے کے مترادف ہے اور طوفانوں کے تھپیڑے برداشت کرنا ہے۔ بہر حال یہ فریضہ ادا کرنا علماء کرام کا فرض ہے اور اس کے لیے جمعیۃ علماء اسلام میدان سیاست میں ہے —!!

انہوں نے کہا کہ سیاست کے میدان میں کامیابی حاصل کرنے کے لیے، تہذیب، اخلاق، اصلاح نفس اصلاح اقارب، اصلاح محلہ، اصلاح شہر اور تمام معاشرے کی درستگی ضروری ہے یہ فکر ملت فکر خود مقدم ہے حضور کے اسوہ حسنہ پر عمل کرنا فرض ہے۔ نتیجہ یہ ہے کہ جب ہمارے اخلاق ٹھیک ہو جائیں گے تو ملک میں اسلام کا قانون نافذ کرنا آسان ہو جائے گا، اور ملک میں ہر کسی کی عزت و آبرو، جان و مال، جائیداد وغیرہ محفوظ ہو جائیگی۔

اور ملک و قوم دونوں ترقی کر کے خوش حالی کی زندگی بسر کریں گے اور پھر ملک میں اسلام کے حکم کے پیش نظر امیر غریب کا کوئی امتیاز نہیں رہے گا۔ تمام مسلمان اور اہل پاکستان برابر کے حقوق کے حق دار ہوں گے۔ اس اجلاس میں جمعیۃ علماء اسلام ضلع گجرات کے تقریباً ۲۰۰ ارکان نے شرکت کی اور اپنے اکابرین کے خیالات کو دل جمعی سے سنا اور اس پر عمل کرنے کا یقین دلایا۔

نوٹ: اسی وقت ۱/۲ ۴ بجے قومی اتحاد کے ارکان سے بھی حضرت مولانا قاری نور الحق صاحب قریشی ایڈووکیٹ نے خطاب فرمایا۔ اس موقع پر قومی اتحاد گجرات کے ارکان نے شرکت کی۔ اور اجلاس کی صدارت پاکستان قومی اتحاد ضلع گجرات کے صدر چوہدری محمد اکرم صاحب نے کی، اور قاری حبیب الرحمٰن صاحب نے قرآن مجید کی تلاوت کی۔ تلاوت کے بعد قومی اتحاد گجرات کے جنرل سیکرٹری چوہدری نثار احمد ایڈووکیٹ نے جمعیۃ علماء اسلام کے حق میں سپاسنامہ پیش کیا اور حضرت قاید جمعیۃ مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ العالی کی قیادت میں تمام مکتب فکر سے تعلق رکھنے والوں کی خدمات پر مبارک باد پیش کی اور علماء حق کی قربانیوں کی تعریف کی۔

ان کے بعد جمعیۃ علماء اسلام پنجاب کے ناظم عمومی جناب قاری نور الحق صاحب قریشی ایڈووکیٹ نے قومی اتحاد کے ارکان سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ:

جمعیت علمائے اسلام قومی اتحاد کو برقرار رکھنے کے لیے ہر قربانی دینے کے لیے تیار ہے اور ایک بات کا جواب دیتے ہیں۔ قاری صاحب نے فرمایا کہ حضرت مفتی صاحب قومی اتحاد کا صدر متفقہ طور پر چنا گیا۔ بہرحال اگر اس کے باوجود مولانا شاہ احمد نورانی صاحب قومی اتحاد میں پانچ سال تک رہنے کے لیے معاہدے پر دستخط کر دیں تو حضرت مفتی صاحب، پروفیسر غفور احمد صاحب، نوابزادہ نصر اللہ خان صاحب اپنے عہدوں سے مستعفی ہونے کے لیے تیار ہیں۔

ملک کی سیاسی صورت حال پر تبصرہ کرتے ہوئے فرمایا کہ: اس وقت ملک میں نوکر شاہی فوجی حکومت کو بدنام کرنے کے لیے مختلف ہتھکنڈے استعمال کر رہی ہے۔ ہم اپنا دعویٰ درست ثابت کرنے کے لیے ثبوت مہیا کر سکتے ہیں، اگر حکومت چاہے تو اس سلسلے میں ہم اس کی رہنمائی کرنے کے لیے تیار ہیں اور اس وقت پیپلز پارٹی کے حامی نوکر شاہی ملازم قومی اتحاد کے ورکرز کو بے گناہ قتل، ڈکیتی، چوری، زناکاری و شراب خوری کے مقدمات میں ملوث کر کے مقدمات درج کر رہے ہیں۔ کرے کوئی بھرے کوئی کے مصداق نوکر شاہی ہر طریق سے قومی اتحاد کے کارکنوں کو پریشان کر رہی ہے۔

حضرت قاری صاحب مدظلہ نے فرمایا کہ:

ملک میں گندم وافر مقدار میں موجود ہے۔ اور ڈپوؤں پر آٹا بکثرت آ رہا ہے، لیکن عوام کو آٹا نہ ملنے کی وجہ یہ ہے کہ پیپلز پارٹی کے دور میں ڈپو ان لوگوں کو دیئے گئے جن کا تعلق سیاسی طور پر پی پی پی کے ساتھ تھا اور اب بھی یہ ڈپو چونکہ ان کے پاس ہیں اس لیے یہ ڈپو ہولڈر آٹا بلیک کرتے ہیں اور عوام سے کہتے ہیں کہ آٹے کی قلت پیدا ہو گئی ہے حکومت کی طرف سے آٹا بہت کم ملتا ہے۔ اس طرح وہ فوجی حکومت کو ناکام اور بدنام کرنا چاہتے ہیں، تاکہ عوام کا اعتماد فوجی حکومت سے اٹھ جائے اور ملک فتنہ و فساد کی رو میں بہہ جائے اور ان کا اُلّو سیدھا ہو جائے اس کی دلیل یہ ہے کہ بازار سے ۸۰ یا ۹۰ روپے من کے حساب سے آپ جتنا آٹا خریدنا چاہیں خرید سکتے ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ یہ ڈپو ہولڈر آٹا بلیک کرتے ہیں اس لیے حکومت کو چاہیے کہ فوری طور پر ڈپو ان لوگوں سے چھین کر نیک شہرت رکھنے والوں کے نام منتقل کر دیئے جائیں، تاکہ عوام کی پریشانی دور ہو۔ اور فوجی حکومت پر عوام کا اعتماد بحال ہو جائے۔

قومی اتحاد کے ارکان سے قومی اتحاد گجرات کے صدر چوہدری محمد اکرم ایڈووکیٹ نے بھی خطاب اور فرمایا کہ:

یہ ملک اسلام کے نام پر لیا گیا تھا، ہم اس ملک میں اسلام کا قانون نافذ کرنے کے لیے خون کا آخری قطرہ تک بہا دیں گے اور یہ مارچ ۱۹۷۷ء کی تحریک بھی اسی لیے چلائی گئی تھی اور ابھی تک یہ مقصد پورا نہیں ہوا۔ جو لوگ یہ مقصد پورا ہونے سے پہلے قومی اتحاد سے الگ ہو چکے ہیں یا ہو رہے ہیں وہ اسلام اور شہیدوں کے خون سے غداری کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ اور قوم انہیں مسترد کر دے گی

سیاسی افکار

محمد ادریس ہوشیارپوری

کیا تحریک کے نتائج اتحاد کے حق میں ثابت ہوں گے؟

مارچ ۷۷ء کی یادگار اور تاریخی تحریک نے آمریت کے تابوت کو بحر عمیق میں پھینک دیا۔ ممکن نہیں کہ پھر آنے والا اپنی آمریت عوام پر قائم کر سکے۔ تاریخی اور ایک مثالی تحریک تھی اس پر کسی تبصرہ کی ضرورت نہیں۔

ترقی کی دنیا میں رفتارِ عالم تیز ہے۔ آن واحد میں رونما ہونے والے واقعات بین الاقوامی پریس میں پہنچ جاتے ہیں اور دنیا کا ہر فرد ہر خطہ سے متعلق گھر کے گھر میں ہی معلومات حاصل کر لیتا ہے۔ کم وقت میں فاصلوں کو محدود کرنے کا نام ترقی ہے۔

دانش مند لوگوں کا کہنا ہے کہ بغاوت ناکام ہو جائے تو جرم ہے کامیاب ہو جائے تو انقلاب ہے۔ آج کی اس صحبت میں ہمیں اسی چیز کو دیکھنا ہے کہ ہم کس حد تک کامیاب ہوئے؟ اور ہم نے اپنی منزل کا نشان پا لیا ہے یا بقول

؎ تجھے بھی نہ ملتی منزل جو راہبر ہوتا

کے مصداق ابھی اس کی سراغرسانی میں آبلہ پا مسافر کی طرح سفر کو منقطع کر رہے ہیں اور ابھی دور تک منزل کا نشان سجھائی نہیں دیتا۔

جہاں تک پی۔ این۔ اے کے تین مطالبات کا تعلق ہے۔ ۱۔ بھٹو کا استعفیٰ ۲۔ الیکشن کمشنر کا استعفیٰ اور انتخابات کا دوبارہ انعقاد ــــ اس سے بڑی بغاوت کی علمبردار جماعت کوئی نہیں ہو سکتی جو پارلیمانی نظام کی موجودگی میں اس قسم کے مطالبات کرے۔ اس لئے بغاوت تو بڑی تھی لیکن دیکھنا تو یہ ہے کہ اس بغاوت کا انجام کیا ہوا ــــ تحریک کو کچھ وقت گذر گیا ہے اور مزید اب گذرے گا اور اب وقت نے ثابت کر دیا ہے کہ تحریک کے وہ اثرات اب نہیں رہے جو ۱۸ اکتوبر ۷۹ء سے قبل تھے۔

الیکشن کے فوراً بعد مفتی صاحب نے بیان دیا تھا کہ پی۔ این۔ اے کا اتحاد سیاسی ہے اور سیاسی عمل کے تعلق سے اتحاد میں کمزوری آ سکتی ہے۔ سیاست سے نابلد لوگوں نے مفتی صاحب پر آوازے کسے کہ یہ شخص اتحاد دشمن ہے۔ لیکن وقت کسی کو معاف نہیں کرتا وہی ہوا جس کا اندیشہ تھا۔ اصغر خان اتحاد سے کوچ کر گئے اور عوام کے اعتماد کو ایک گونہ ٹھیس پہنچی، اور اس طرح بعد میں کچھ اختلاف رونما ہوا جس کا ابھی تک کوئی حتمی نتیجہ نہیں نکلا لیکن اب یہ کہنا بجا ہو گا کہ ہمارے اس اقدام سے ہم تحریک کے نتائج کو پورے طور پر اپنے حق میں نہ رکھ سکے۔

۴۷ء کی تحریک پاکستان کے معرض وجود میں آنے سے کامیاب ہوئی تو اس کے نتائج کو سالہا سال مسلم لیگ نے اپنے حق میں استعمال کیا مگر افسوس کہ ہم اس تحریک کے نتائج کو اپنے لئے ہموار نہ کر سکے۔

جن مسلم ممالک نے آزادی حاصل کی اور سامراج کے چنگل سے آزاد ہوئے وہاں ہمیشہ سے یہی ہوتا چلا آیا ہے کہ تحریکیں تو مذہب کی بنیاد پر چلتی ہیں۔ مسلمان محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر خاک و خون میں کھیلتے ہیں۔ سر بکفن گولیوں کے سامنے سینے چھلنی کر دیتے ہیں مگر تحریک کی کامیابی کے بعد انہی لوگوں کو مذہب کے دیوانے کہہ کر ان کی بیش بہا قربانیوں پر پانی پھیر دیا جاتا ہے۔

یہ ظاہر بات ہے کہ عوام نے تحریک خالصتاً اپنے ذاتی مفاد شہری حقوق کی بحالی آزادیٔ ضمیر اور حریت فکر کے ساتھ ساتھ نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے چلائی تھی اور اس تحریک سے ہرگز ہرگز یہ مقصود نہ تھا کہ کسی بھی تیسری طاقت کو اس سے فائدہ پہنچ سکے۔

چونکہ عوامی رہنماؤں کے پاس کوئی قوت طاقت نہ تھی اس لئے فوج کو یہ کارروائی کرنی پڑی ــــ فوجی کارروائی کا نتیجہ مارشل لاء کی صورت میں ہمارے سروں پر مسلط ہے۔ عدالت نے نظریۂ ضرورت کے تحت اس کا جواز بھی فراہم کر دیا ہے۔ عدالت عالیہ کا فیصلہ سر آنکھوں پر۔ مگر یہ کہنا بے جا نہ ہو گا کہ اگر عدالت عالیہ مارشل لاء کو نظریۂ ضرورت کے تحت جواز قرار دینے کے ساتھ ساتھ مارشل لا کی مدت بھی متعین کر دیتی تو یہ مارشل لاء کے بھیانک سائے اتنے طویل نہ ہوتے۔

مارشل لاء کو ہم کتنے ہی نرم اور خوش کن الفاظوں کی تعبیر میں اس کے جواز کا ثبوت فراہم کریں مگر سیاسی دنیا میں ان الفاظ کی کوئی حقیقت نہیں، اور دنیا اسی نظریہ سے سوچتی ہے جس طرح مارشل لاء کے بارے میں سوچا جاتا ہے اور غیر ملک اپنے تعلقات کو بڑھانے، باہمی دوستی کے فروغ، قرضوں کی فراہمی، تجارتی روابط میں اضافہ، سفارتی تعلقات کا استحکام، خود مارشل لاء حکومت کا غیر منتخب ہونا ایسے بنیادی امور ہیں جس کو درخور اعتناء سمجھ کر کوئی بھی ملک نہیں سوچ سکتا۔ اس لئے مارشل لاء جلد از جلد ختم ہونا چاہیئے۔ ورنہ ملک کو استحکام نہیں مل سکتا خصوصاً وہ ملک جس کی بنیادیں نظریاتی ہوں جب ان نظریات کا تحفظ نہ ہو گا خود ملک کا تحفظ خطرے میں پڑ سکتا ہے کیونکہ اور کوئی بھی نظریہ ہو سکتا ہے مگر مارشل لاء تو بہرحال کوئی نظریہ نہیں ہے۔

موجودہ مارشل لاء جتنا طویل ہوتا جاتا ہے اسی قدر اتحاد کی ساکھ خراب ہو رہی ہے۔ ہمارے عوام کی اکثریت تعلیم سے بے بہرہ ہے۔ وہ مارشل لاء حکومت کی ہر بات کو اتحاد کی طرف منسوب کرتی ہے اور عوامی مسائل موجودہ حکومت کے عنانِ اقتدار سنبھالنے کے بعد اس طور پر حل نہیں ہوئے کہ عوام کو تشفی ہوا اور وہ آرام کی نیند سو سکیں اور زندگی کا امن سکون اور اطمینان ان کو مل سکا ہو بلکہ اس کے بالکل برعکس نوکر شاہی کی آڑ سابقہ انتظامیہ نے عوام کے مسائل میں بے پناہ اضافہ کیا ہے اور لوگ اپنے مسائل کے حل نہ ہونے کی ذمہ داری اتحاد پر ڈال رہے ہیں۔ اور اسی نہج پر سوچتے سوچتے عوام کا یہ ذہن پختہ ہو جاتا ہے اور پی۔ این۔ اے کی طرف سے متفقہ طور پر انتخاب کا مطالبہ سرد خانے کی نذر ہو جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہو گا کہ آئندہ انتخاب پھر ہمارے حق میں نہ ہوں گے، بلکہ

منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

کے مصداق ہماری وہی پوزیشن ہو گی جو آج ہے اور تحریک کے نتائج پورے طور پر ہمارے حق میں نہیں نکل سکیں گے اور نظام مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا خواب شرمندہ تعبیر نہ ہو سکے گا۔

اس لئے پی این اے کی طرف سے مارشل لاء حکومت کو جلد از جلد مطالبہ کرنے کی ضرورت ہے اور یہ مطالبہ پورے اتحاد و اتفاق اور ہم آہنگی کی صورت میں ہونا چاہیئے نہ یہ کہ ایک صرف انتخاب کی بات کرتے ہیں اور دوسرے صرف احتساب کی۔

یہ زمانے کو معلوم ہے کہ پی پی پی والے اسلام کے حق میں نہیں (یعنی پی پی کے لیڈران کرام) ان کو نااہل قرار

بقیہ ص ۱۴ پر

اس فتنہ کا نوٹس لیجئے

کچھ دنوں سے اخبارات میں "سحر" نامی ایک پندرہ روزہ کے اشتہارات شائع ہو رہے ہیں جن میں بعض قومی قائدین کی موت اور لاہور سمیت کچھ شہروں کی تباہی کی پیشن گوئیوں کا ذکر کیا گیا ہے۔ اب تک ہم اسے مزاحیہ قسم کا کوئی جریدہ سمجھتے رہے ہیں جو اس قسم کی حرکات سے مارکیٹ میں اپنی جگہ بنانے کی کوششوں میں مصروف ہے، مگر آج ہی ایک بزرگ کے پاس "سحر" کا تازہ شمارہ دیکھ کر اس کا کچھ دیر مطالعہ کیا تو احساس ہوا کہ یہ کوئی مزاحیہ یا بلیک میلر قسم کا جریدہ نہیں بلکہ ایک مستقل فتنہ کی آبیاری کی کوشش ہے جو پاکستانی معاشرہ میں قادیانیت کی ناکامی کے بعد اس کے مقاصد کی ایک نئے انداز سے تکمیل کی مساعی کا حصہ معلوم ہوتی ہے۔

مذکورہ جریدہ میں دیگر خرافات کے علاوہ سول جج لاہور کی عدالت میں "سحر" کے ایڈیٹر اور اس کے پیش کردہ "مجدد زمان و امام دوران" کے دیے ہوئے تحریری بیانات بھی شائع کئے گئے ہیں جو ان کے بقول (معاذ اللہ تعالیٰ) اللہ تعالیٰ نے انہیں الہام کے ذریعہ تحریر کرائے ہیں نام نہاد "مجدد زمان" کے سول عدالت میں دیئے ہوئے بزعم خویش "الہامی بیان" میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ معاذ اللہ تعالیٰ خدا تعالیٰ نے اسے "مثالی محمدؐ" (خاکم بدہن) بنا کر اسے ذاتی طور پر "محمد واحمد" کا نام دیا ہے اور آئندہ ہدایت راہنمائی اور قیادت کے تمام امور اس کے سپرد کر دیے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

ہم ان خرافات کی مکروہ بحث میں پڑے بغیر علماء کرام بالخصوص مجلس تحفظ ختم نبوت اور حکومت پاکستان کو توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ اس فتنہ کا بر وقت نوٹس لیا جائے جو ایک پندرہ روزہ جریدہ اور قومی اخبارات میں اس کے اشتہارات کے ذریعہ ملک میں پھیلانے کی ناکام کوشش کی جا رہی ہے تاکہ یہ فتنہ قادیانیت کی طرح برگ و بار حاصل کر کے امت کے لئے ایک مستقل مسئلہ کی صورت اختیار نہ کر سکے۔ اسلام کو سرکاری مذہب تسلیم کر لینے کے بعد اسلامی معتقدات اور ناموس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا تحفظ حکومت پاکستان کا فرض ہے اور ہمیں امید ہے کہ حکومت اس سلسلہ میں کوتاہی نہیں کرے گی۔

اسرائیل کی تازہ جارحیت:

لبنان میں ابھی خانہ جنگی کے زخم بھی بھرنے نہ پائے تھے کہ اسرائیل نے اسے جارحیت کی زد میں لے لیا ہے اور تادم تحریر وہ لبنان میں مسلح اور ننگی جارحیت میں مصروف ہے۔ اسرائیل کو شکایت ہے کہ فلسطینی حریت پسند اسرائیل کے خلاف جو چھاپہ مار کارروائیاں کر رہے ہیں۔ لبنان ان کی کمین گاہ ہے اور ان آزادی خواہ مجاہدین کے حملوں سے بچنے کے لئے وہ ضروری سمجھتا ہے کہ لبنان میں فلسطینی حریت پسند دل کے ٹھکانوں پر قبضہ کر لے۔ اسرائیلی حکام نے حالیہ جارحیت کے جواز میں یہی منطق پیش کی ہے۔

سوال یہ ہے کہ فلسطین کے وہ اصل باشندے جنہیں ان کے وطن سے محروم کر کے وہاں اسرائیل نے طاقت اور بعض بڑی طاقتوں کی پشت پناہی کے زور سے غاصبانہ قبضہ جما رکھا ہے اور اس خطۂ زمین کے اصل باشندے مختلف ممالک میں جلاوطنی کے عالم میں کیمپوں میں زندگی بسر کر رہے ہیں کیا انہیں اتنا بھی حق نہیں کہ وہ اپنے غاصب اور ظالم دشمن سے مؤثر احتجاج کر سکیں۔ فلسطینی حریت پسند اگر وقتاً فوقتاً اسرائیلی غاصبوں پر ضرب لگاتے ہیں تو صرف اس لئے کہ مسئلہ کو زندہ رکھنے، دنیا کو اس ظلم و بربریت کی طرف متوجہ کرنے اور ظالموں کو ان کے ظلم کا احساس دلانے کے لئے ایسا کرنا ضروری ہے اور یہ بھی احتجاج اور اضطراب کے اظہار کا ایک مؤثر طریقہ ہے۔ اسرائیل اگر یہ ضروری سمجھتا ہے کہ وہ جارحیت کا مسلسل ارتکاب کر کے فلسطینی حریت پسندوں کی قوت مزاحمت کو ختم یا کمزور کر سکتا ہے تو یہ اس کی غلط فہمی ہے کیونکہ یہ صرف فلسطینی عوام کا نہیں بلکہ پوری ملت اسلامیہ اور انسانیت و انصاف دوست رکھنے والی ہر قوم کا مسئلہ ہے اور انہیں اس مسئلہ میں عالمی رائے عامہ کی حمایت حاصل ہے۔

تعجب کی بات ہے اسرائیل ایک طرف تو مصر کے صدر انوار السادات سے مذاکرات کر کے علاقائی امن کے مسائل حل کرنے کی کوششوں میں مصروف نظر آتا ہے اور دوسری طرف اس نے امن کی راہ پر پیش قدمی کے راستے میں جارحیت کی ایک نئی دیوار کھڑی کر دی ہے۔

بہرحال اس وقت عالمی رائے عامہ بالخصوص عالمی طاقتوں کا فرض ہے کہ وہ نہ صرف اسرائیل کو اس جارحیت کے ارتکاب سے باز رکھیں بلکہ اسے عربوں اور فلسطینیوں کے علاقے اور حقوق واپس کرنے پر بھی مجبور کریں کہ عالمی طاقت ہونے کی نسبت سے ان پر یہی ذمہ داری عائد ہوتی ہے۔

اصلاحی کمیٹیاں:

اس وقت ملک میں محلہ وار اور دیہہ وار اصلاحی کمیٹیوں کی تشکیل کا کام زوروں پر ہے اور ہر ضلع میں انتظامیہ ایسے افراد کی فہرستوں کو آخری شکل دینے میں مصروف ہے جن پر مشتمل اصلاحی کمیٹیاں اصلاح احوال و نظام کا کاروبار سنبھالنے والی ہیں۔

کمیٹیوں کے قیام میں جس قدر اہتمام سے کام لیا جا رہا ہے اس سے یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں ہے کہ حکومت لوکل سطح پر لوگوں کے مسائل کا حل اور مفاد عامہ سے متعلق امور کی نگرانی ان کمیٹیوں کے سپرد کرنا ←

چاہتی ہے لیکن اس اہم ترین مقصد کے لئے جو طریق کار اختیار کیا گیا ہے اسے ہم یقیناً محل نظر سمجھتے ہیں ویسے تو ہم نامزدگی کے طریق کار ہی کو اصولی طور پر غلط سمجھتے ہیں اور ہمارا موقف یہ ہے کہ لوکل باڈیز کی تشکیل و قیام کو عام ملکی انتخابات کے بعد باقاعدہ الیکشن کے ذریعہ عمل میں آنا چاہیئے لیکن اگر عارضی اور عبوری طور پر نامزدگی کے ذریعہ ہی ایسا کرنا ضروری ہے تو یہ نامزدگی پولیس پٹواریوں اور انتظامیہ کے ساتھ روزمرہ مخصوص انداز سے میل جول رکھنے والے عناصر کے ذریعہ نہیں بلکہ باقاعدہ سیاسی اداروں کے ذریعہ ہونی چاہئیں تاکہ ذمہ دار اور دیانتدار قسم کے سیاسی کارکن اس سلسلہ میں سامنے آئیں اور حکومت جن مقاصد کیلئے کمیٹیاں قائم کر رہی ہیں یہ کمیٹیاں فی الواقع انہی مقاصد کے لئے کام کریں ورنہ اگر پولیس، پٹواریوں اور ٹاؤٹوں کے ذریعہ ہی یہ کمیٹیاں تشکیل دے دی گئیں تو اسکا نتیجہ اسکے سوا کچھ نہیں ہوگا کہ ہر سطح پر دلال اور ٹوڈی قسم کے لوگ پھر سے عوام کی گردنوں پر مسلط ہو جائیں گے اور مسائل حل ہونے کی بجائے مزید الجھ کر رہ جائیں گے۔

عبدالرشید قریشی ایڈووکیٹ کی بھوک ہڑتال

ہارون آباد ضلع بہاولنگر کے جناب عبدالرشید قریشی ایڈووکیٹ ہمارے محترم دوست ہیں۔ پی۔ ڈی۔ پی پنجاب کے جنرل سیکرٹری اور پنجاب بار کونسل کے رکن ہیں معلوم ہوا ہے کہ انہوں نے ایسی زمینوں کی نشاندہی کی تھی جنہیں مرزا غلام احمد قادیانی کے پوتے ایم۔ ایم احمد جعلسازی کے ذریعہ ہتھیانا چاہتے تھے مگر قریشی صاحب کی بروقت مداخلت آڑے آئی۔ اسپر وہ مبینہ طور پر ایم۔ ایم۔ احمد کے عتاب کا مسلسل شکار ہیں۔ اپنر قاتلانہ حملے ہوئے انہیں دھمکیاں دی گئیں اور اب ایسی نوعیت کے کسی جھگڑے میں وہ گرفتار ہو چکے ہیں اور تادم تحریر نہ صرف وہ جیل میں ہیں بلکہ ایک خبر کے مطابق انہوں نے پولیس کے جانبدارانہ رویہ کے خلاف احتجاجی بھوک ہڑتال کر رکھی ہے۔ ہم حکومت سے یہ عرض کرنا ضروری سمجھتے ہیں کہ قریشی صاحب موصوف کے معاملہ پر نظر ثانی کیجائے اور انہیں ایم۔ ایم احمد کی مبینہ سازش کی بھینٹ چڑھنے سے محفوظ رکھا جائے۔

بقیہ: سیاسی افکار

دینے کے لئے کسی بھی منطقی دلیل کی ضرورت نہیں۔ جس طرح احتساب چل رہا ہے وہ چلتا رہے مگر انتخاب اس احتساب کی وجہ سے ملتوی نہ ہونا چاہیئے بلکہ انتخاب بجائے خود احتساب ہے اس لئے اس کو جلد از جلد منعقد ہونا چاہیئے تاکہ اس عظیم تحریک کے نتائج تحریک چلانے والوں کے حق میں برآمد ہو سکیں۔

ملتان کے لیل و نہار

محمد یعقوب شیخ

جناب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر

مجھے حبس بے جا میں رکھا گیا

میرے ستر ہزار روپے چھن گئے

بے گناہوں کی فریاد

فوجی عدالت نے کالونی ٹیکسٹائل ملز اسماعیل آباد ملتان کے تین کارکنوں کو قید اور کوڑوں کی سزا، مزدوروں کو غیر قانونی ہڑتال پر اکسانے، مارشل لاء حکام کے خلاف نعرے لگانے اور مارشل لاء حکام کو برسر عام گالیاں دینے کے الزامات کے تحت سزا دی ہے جبکہ دو اور کارکنوں غیاث الدین اور محمد نواز کو سرسری سماعت کی فوجی عدالت نے تنبیہہ کرنے کے بعد بری کر دیا گیا ہے

جناب جنرل صاحب! ملتان پولیس نے مزدور محمد نواز "جسے بری کر دیا گیا ہے" کی گرفتاری کے لئے جگہ جگہ چھاپے مارے محمد نواز پولیس کے ہاتھ نہ آیا تو اسکے بھتیجے محمد اسماعیل کو گرفتار کر کے دس دن ممتاز آباد تھانے میں حبس بے جا میں رکھا۔ اس دوران چند عزیز حال معلوم کرنے کیلئے تھانہ ممتاز آباد گئے۔ جمعیۃ علماء اسلام کے کارکنوں شیخ محمد اکبر، مولوی رشید احمد، حافظ نور احمد کے ہمراہ آئے۔ تھانیدار راجہ ہمند خان نیازی نے انکو بے عزت کیا اور تھپڑ مارے۔ محمد اسماعیل جسکی عمر ۱۴-۱۵ سال ہے کس جرم میں غیر قانونی طور پر حبس بے جا میں رکھا گیا؟ پولیس کا رویہ ہمیشہ سے یہی چلا آ رہا ہے کہ اگر ملزم نہ ملے تو اس کے باپ کو پکڑ لو بھائی کو پکڑ لو۔ بھتیجے کو پکڑ لو۔ بیوی یا بہن کو پکڑ لو۔ اور اس طرح غلط دباؤ سے ملزم کو پکڑ دو۔

جناب والا! یہ طریق قانوناً بھی غلط ہے۔ اخلاقاً بھی غلط ہے اور شرعاً تو بہت ہی غلط ہے۔

پولیس کب تک شریف شہریوں کی عزت سے کھیلتی رہے گی کب تک بے گناہ لوگوں کو تھانوں پر بٹھا کرتا یا جائیگا؟

اگر مارشل لاء نہ ہوتا تو یہ سمجھ لیا جاتا کہ پولیس سے کون پوچھے! مگر جناب والا! مارشل لاء ہے۔

کیا مارشل لاء کے تحت اس طرح کے اختیارات پولیس کو حاصل ہیں؟

میلسی ضلع وہاڑی کا ایک تاجر کپاس کی قیمت جو اسے کارخانے سے ملی، ستر ہزار لے کر سکوٹر پر اپنے گھر جاتا ہے راستہ میں ڈاکو حملہ کرتے ہیں اور یہ رقم چھن جاتی ہے۔

تھانہ میلسی میں پرچہ درج ہے۔ پولیس اتنی بڑی رقم کی ڈاکہ زنی پر رسمی سی کارروائی کرتی ہے آج تک ڈاکو گرفتار نہیں ہو سکے۔ اس طرح کا ڈاکہ عام آدمی کے بس کا نہیں۔ یہ علاقہ کے معروف ڈاکوؤں کا کام ہے۔ ڈاکو دندناتے پھرتے ہیں۔

مارشل لاء کے دور میں بھی اگر پولیس صحیح کام نہیں کرتی، روزانہ جرائم میں اضافہ ہو رہا ہے تو پھر امن کب ہوگا؟

جناب جنرل صاحب! حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس اگر کسی سرکاری ملازم کی شکایت آتی تھی تو پہلا کام یہ کرتے کہ اسے معطل کر دیتے پھر انکوائری کراتے۔

شیر شاہ سوری کا مشہور واقعہ ہے کہ اس نے سڑک پر درخت کاٹ دیئے۔ آجکل کی پولیس کی طرح نمبردار صاحب آ گئے اور پکڑ لیا۔ بادشاہ سلامت کو شیر شاہ نے کہا کہ درخت کٹ جائے تو تجھے معلوم ہو جاتا ہے، انسان کاٹ دیا جائے تو انکار کرتا ہے۔ تین روز میں قاتل پکڑ کر لاؤ ورنہ تمہیں قتل کیا جائے گا۔

جناب والا! اگر پولیس یا تھانیدار بہادر کو معلوم ہو جائے کہ ستر ہزار روپے ہضم نہیں ہو سکتے تو ڈاکو آج گرفتار ہوتے ہیں!

ایسے واقعات سے لوگ مایوس ہو رہے ہیں۔ جرائم میں اضافہ ہو رہا ہے، اگر آپ نے فوری مداخلت نہ کی تو حالات بے قابو ہو جائیں گے۔

یا امن قائم کرو یا حکومت عوام کے منتخب نمائندوں کے سپرد کرو۔

شاہراہِ عزیمت واستقامت کا ایک عظیم قافلہ سالار

سید شمس الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ

ابو عمار۔ زاہد الراشدی

شہید حریت مولانا سید شمس الدین شہیدؒ کو ہم سے جدا ہوئے ۱۳ مارچ ۱۹۷۸ء کو چار برس ہو جائیں گے، لیکن ان کی جرأت، استقامت اور عزم واستقلال کے مظاہر ابھی تک نظروں کے سامنے ہیں اور یوں لگتا ہے جیسے وہ ہم سے جدا ہو کر بھی ہمارے درمیان موجود ہیں متحرک ہیں اور سرگرم ہیں کہ جرأت وجسارت کا ہر واقعہ ان کی یاد کو دل میں تازہ کیے دیتا ہے۔

شہید نے کچھ زیادہ عمر نہیں پائی، اور ۱۳ مارچ ۱۹۷۴ء کو ایک شقی القلب کے ہاتھوں گولی کا نشانہ بنتے وقت ان کی عمر بمشکل ۳۲ برس تھی، لیکن اس مختصر ترین عمر میں انہوں نے خداداد صلاحیتوں کے باعث ملکی سیاست اور کاروان دعوت وعزیمت میں جو مقام حاصل کر لیا تھا وہ ہم جیسے نوجوانوں کے لیے یقیناً قابل رشک ہے۔

مرحوم ۱۳۶۲ھ میں ژوب (سابق فورٹ سنڈیمن) بلوچستان کے معروف خان سادات کے بزرگ مولانا سید محمد زاہد مدظلہ کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم گھر میں والد محترم سے حاصل کی اور میٹرک ژوب کے ہائی سکول سے کیا۔ اس کے بعد دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ خٹک، مدرسہ عربیہ نیوٹاؤن کراچی، مدرسہ مخزن العلوم خان پور اور مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ میں درس نظامی کا کورس مکمل کر کے ۱۹۶۹ء میں سند فراغت حاصل کی، دورہ حدیث میں راقم الحروف اور مولانا ہم سبق تھے۔

طالب علمی کے دور میں مرحوم جمعیۃ طلباء اسلام سے وابستہ تھے، کچھ عرصہ کے لیے اسکی بلوچستان شاخ کے صدر بھی رہے۔ فراغت کے بعد انہوں نے فورٹ سنڈیمن کے صوبائی حلقہ سے جمعیۃ علماء اسلام کے ٹکٹ پر الیکشن لڑ کر علاقہ کے بہت بڑے جاگیردار تیمور شاہ جوگیزئی کو شکست دی اور بلوچستان اسمبلی کے رکن منتخب ہو گئے۔

قدرت نے انہیں جرأت، بے باکی اور بے خوفی کی انمول صلاحیتوں سے نوازا تھا اور بلوچستان کے لوگوں نے اس نوجوان میں چھپے جوہر کو اسی روز دیکھ لیا تھا جب سبی کے سالانہ دربار میں بلوچستان کے مرحوم گورنر لیفٹیننٹ جنرل ریاض حسین قبائلی سرداروں کے ساتھ محو گفتگو تھے کہ اچانک دربار میں اذان کی آواز بلند ہوئی، گورنر نے لوگوں سے پوچھا یہ کون دیوانہ ہے جواب ملا کہ یہ دیوانہ نہیں بلکہ بلوچستان اسمبلی کا منتخب رکن مولوی شمس الدین ہے۔!

پھر اذان دینے کے بعد مولوی صاحب گورنر صاحب مرحوم کے پاس آئے اور کہا کہ آپ ہمارے حاکم اعلیٰ ہیں، اس لیے آج نماز آپ پڑھائیں گے، مگر ریاض حسین نے معذرت کر دی۔ بظاہر یہ سیدھا سا واقعہ ہے، مگر اس نے مولوی شمس الدین کے اندر چھپی ہوئی بے باکی اور بسالت کو نمایاں کر دیا۔!

بلوچستان اسمبلی کے باقاعدہ آغاز پر آپ کو ڈپٹی سپیکر چن لیا گیا اور جمعیۃ علماء اسلام کے سہ سالہ انتخاب میں جمعیۃ کے صوبائی امیر کی حیثیت سے جماعتی قیادت کی ذمہ داری بھی آپ کو سونپ دی گئی اور اس طرح آپ نے ۲۷ سال کی عمر میں صوبائی سیاست میں ایک اہم مقام حاصل کر لیا۔

آپ کی حق گوئی وبے باکی کا اندازہ اس سے کیا جا سکتا ہے کہ صوبائی اسمبلی میں جمعیۃ علماء اسلام اور نیپ کی مشترکہ حکومت میں مینگل وزارت کا حلیف ہونے کے باوجود جن امور سے آپ کو اختلاف ہوتا ان پر کھلم کھلا اظہار خیال کرتے اور کسی مصلحت کو خاطر میں نہ لاتے، مینگل وزارت کی برطرفی کے بعد کٹھ پتلی وزارت کے لیے اکثریت حاصل کرنے کی غرض سے مولوی شمس الدین کو خریدنے، ورغلانے اور ڈرانے دھمکانے کی ہر ممکن کوشش کی گئی، مگر آخر دم تک وہ اپنے موقف اور پارٹی کی پالیسی پر قائم رہے۔!!

ژوب میں قادیانیوں کے خلاف مؤثر تحریک چلانے پر آپ کو گرفتار کر کے میوند میں محصور کر دیا گیا۔ اس دوران آپ کو دولت واقتدار میں حصہ دار بننے کی پیشکشیں ہوئیں، حتیٰ کہ ایک بار خود نام نہاد وزیراعلیٰ جام غلام قادر بھی انہیں رام کرنے کے لیے آئے مگر کوئی حربہ کارگر نہ ہوا۔ وزارت اعلیٰ کی پیشکش کو اس درویش نے یوں مضحکہ میں ٹال دیا کہ:

"ایک قیدی کس طرح وزیراعلیٰ بن سکتا ہے"!!

اور ایک بہت بڑے سرکاری آدمی کی طرف سے دیئے گئے سادہ چیک کو اس کے سامنے یہ کہہ کر پھاڑ دیا کہ:

"جو شخص خدا کے آگے بک چکا ہو اسے اور کوئی نہیں خرید سکتا"

الغرض

تخویف وتحریص کا کوئی حربہ کارگر نہ ہوا اور بالآخر حکومت کو انہیں غیر مشروط طور پر رہا کرنا پڑا۔!!!!

بقیہ صفحہ ۱۴ پر

سیرت کانفرنس میانوالی

محمد یوسف، جنڈانوالہ

مسلمانوں کو سیرت منانے کی بجائے اپنانی چاہیے

ماہ ربیع الاول وہ متبرک اور ذی شان مہینہ ہے جب میں فخر کائنات حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی، اگرچہ دوسرے مہینوں میں بھی کچھ امور ظہور پذیر ہوئے ہیں اور اس وجہ سے ان کی فضیلت ہے۔ ماہ رمضان المبارک کو بایں وجہ شرف حاصل ہے اور سید الشہور ہونے کا مستحق ہے کہ اس ماہ میں قرآن پاک پاک نازل ہوا اور اس ماہ میں لیلۃ القدر جیسی عظیم المرتبت رات ہے، ماہِ ذی الحجہ کو بایں وجہ بزرگی حاصل ہے کہ اس ماہ میں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے لخت جگر حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی پیش کی۔ ماہ شعبان اس وجہ سے فضیلت حاصل کرتا ہے کہ اس ماہ کی پندرھویں [illegible] فیصلے بارگاہ ایزدی سے صادر ہوتے ہیں لیکن ماہ ربیع الاول کو ایک ایسی حیثیت حاصل ہے جو دوسرے کسی مہینے کو بھی حاصل نہیں وہ یہ کہ اس مبارک مہینہ میں رحمت اللعالمین، شفیع المذنبین خاتم الانبیاء احمد مجتبےٰ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ہوئی۔ اسی سلسلے میں مسلمان اس مہینہ میں سیرت کے جلسے کرتے ہیں، چنانچہ جمعیت علماء اسلام صوبہ پنجاب نے مختلف اضلاع میں سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے کیے اسی پروگرام کے تحت ۲۱ ربیع الاول یکم مارچ بدھ کے دن موتی مسجد میانوالی میں عظیم الشان جلسہ ہوا۔ رہنمایانِ جمعیۃ نے بعد از ظہر پریس کانفرنس سے خطاب کرنا تھا، لیکن مارشل لاء کی پابندی کی وجہ سے پریس کانفرنس نہ ہو سکی۔ لیکن جلسہ چونکہ مذہبی تھا، اس لیے جلسہ اپنے پروگرام کے مطابق ہوا اگرچہ موسم خراب تھا بارش تھی، لیکن اس کے باوجود جلسہ میں اچھی رونق رہی، نمازِ عشا کے بعد حضرت مولانا محمد رمضان صاحب مدظلہ کی صدارت میں جلسہ ہوا، قاری فقیر احمد صاحب کی تلاوت قرآنِ پاک کے بعد علماء کرام نے خطاب فرمایا۔

> **سیرتِ طیبہ**
> **تمام مسائل کا حل ہے!**

مولانا محمد رمضان صاحب صدر سیرت کمیٹی میانوالی نے اپنے صدارتی خطاب میں فرمایا کہ دنیا کے تمام مسائل کا حل حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ ہے صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی کامیابی کا راز بھی یہی تھا کہ انہوں نے آپ کی سیرت طیبہ کو عملی جامہ پہنایا اور بال برابر بھی وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ سے نہ ہٹے آج ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اُسوۂ حسنہ کو چھوڑ دیا ہے، اس لیے کامیابی کا راستہ طویل ہوتا جا رہا ہے۔!

سیرت کا مفہوم

حضرت مولانا احمد سعید صاحب لدھیانوی نے سیرتِ طیبہ پر تقریر کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مفہوم یہ ہے کہ قرآنِ پاک نے جس چیز کا مطالبہ کیا حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پورا کیا۔ قرآن پاک نے مطالبہ کیا کہ نماز پڑھو آپ نے نماز پڑھی، قرآن پاک کا مطالبہ تھا کہ حج کرو آپ نے حج کر کے دکھایا، قرآن کا مطالبہ تھا کہ کفار و مشرکین سے جنگ کرو آپ نے جنگ کی۔ قرآن کریم کا مطالبہ تھا کہ صلح کرو آپ نے صلح کی۔ قرآن پاک کا مطالبہ تھا کہ توحید کی خاطر قربانی دو آپ نے قربانی دی طائف میں پتھر کھائے جب فرشتوں نے آکر عرض کیا حکم ہو تو طائف والوں کو دونوں پہاڑوں کے درمیان ایسے پیس دوں جیسے چکی میں دانہ پس جاتا ہے۔ لیکن مجسمۂ رحمت نے جواب دیا کہ میں رحمت بن کر آیا ہوں، عذاب بن کر نہیں آیا اور دعا فرمائی:

اللّٰھم اھد قومی فانھم
لا یعلمون۔

سیرت سے غداری

آخر میں آپ نے فساد معاشرہ کا ذکر کیا اور فرمایا کہ مہنگائی کے اس دَور میں جو ذخیرہ اندوزی کرتا ہے وہ سیرت النبی صلے اللہ علیہ وسلم سے غداری کرتا ہے جو سود کھاتا ہے، شراب پیتا ہے، سینما دیکھتا ہے، ظلم کرتا ہے۔ غرض کہ آپ کی لائی ہوئی شریعتِ مطہرہ کی مخالفت کرتا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرتِ طیبہ سے غداری کرتا ہے۔

جذبہ اور اس کے اثرات

حضرت مولانا غلام مصطفےٰ صاحب بہاول پوری نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کا مقصدِ اعلیٰ یہ ہے کہ ہم اس جذبہ کو پورا

کریں جو جذبہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے۔ آپ نے صحابۂ کرامؓ میں جو جذبہ پیدا کیا یہ جذبہ ہی تھا کہ جس گھر میں اللہ کا نام لینا گناہ تھا اس گھر میں اللہ اکبر کے نعرے بلند ہوئے۔ یہ جذبہ ہی تھا کہ ابوبکر سے حضرت ابوبکر صدیق رضؓ بنے، عمر سے حضرت عمر فاروقؓ بنے، عثمان سے حضرت عثمان غنیؓ بنے اور علی سے حضرت علی شیر خداؓ بنے یہ جذبہ ہی تھا کہ تمام صحابۂ کرام کو رضائے الٰہی کا تمغہ ملا یہ جذبہ ہی تھا کہ پورے جزیرہ عرب میں اسلام معیاری حیثیت حاصل کر گیا اور یہ جذبہ ہی تھا کہ شمال سے جنوب تک اور مشرق سے مغرب تک کلمہ پڑھنے والے ملتے ہیں۔ یہ جذبہ تھا کہ امام احمد بن حنبلؒ نے حاکم وقت سے ٹکرلی، امام ابوحنیفہؒ نے وقت کے حکمرانوں سے مقابلہ کیا، مجدد الف ثانیؒ، شاہ اسماعیل شہیدؒ اور احمد شہیدؒ نے جہاد کیا، حضرت قاسم نانوتویؒ نے انگریز سے جنگ لڑی، حضرت شیخ الہندؒ نے تحریک ریشمی رومال چلائی۔ حضرت مولانا سید حسین احمد مدنیؒ سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ اور دیگر علماء دیوبند نے انگریز کا مقابلہ کیا یہ سیرت مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم ہی کا جذبہ تھا۔ آج ہمارا بھی یہی جذبہ ہونا چاہیے۔

ضرورتِ عمل

آپ نے فرمایا کہ: اس جذبہ کی علامت اور نشانی عمل ہے، عمل کے بغیر کسی کی کامیابی نہیں، تکالیف آئیں گی، کانٹے لگیں گے، مصائب کے پہاڑ گریں گے، لیکن یہ سب کچھ برداشت کرنا پڑے گا جس طرح ہمارے اسلاف نے مصائب کو برداشت کیا۔ اسی سلسلے میں مولانا نے امام احمد بن حنبلؒ کا بڑی تفصیل کے ساتھ تذکرہ فرمایا۔

سیرت کی کوئی حد نہیں

حضرت مولانا محمد منظور احمد چنیوٹیؒ نے سیرت کے موضوع پر بولتے ہوئے فرمایا: حضور سرورِ کونین صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر علماء نے کتابیں لکھیں، خطبے دیئے مقالے لکھے، لیکن یہ کوئی نہیں کہہ سکتا کہ میں نے سیرت کا حق ادا کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ایسا سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں۔!!!

آپ کی سیرت قرآن پاک ہے

آپ نے فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کی جھلکیاں کوئی کسی انداز میں بیان کرتا ہے، کوئی کسی رنگ میں بیان کرتا ہے۔ خلاصہ سب کا یہ ہے کہ آپ کی سیرت، خدا تعالیٰ کا قرآن مجید ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور صلی اللہ علیہ کے اخلاق وعادات کے بارے میں سوال کیا گیا۔ آپ نے جواب دیا:

خلقہ القرآن

پیغمبر کی سیرت قرآن پاک کی تفسیر ہے۔

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ آپ کی ولادت کے چند واقعات بیان کر دینا سیرت ہے۔ آپ کے معجزات کو بیان کر دینا سیرت ہے، حالانکہ پورا دین حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت ہے۔

توحید و سیرت

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ توحید اور سیرت میں فرق ہے، حالانکہ اس میں کوئی فرق نہیں۔ توحید بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی۔ آپ نے توحید بیان کرنے کے لیے پتھر کھائے، لہولہان ہوئے۔ شعب ابی طالب میں تین سال تک بھوکے پیاسے رہے تو کیا یہ سیرت نہیں ہے؟

دراصل توحید بھی حضور صلی اللہ علیہ ہی کی سیرت ہے نماز بھی آپ کی سیرت ہے، زکوٰۃ بھی آپ کی سیرت ہے، حکمرانی اور سلطنت بھی آپ کی سیرت ہے کیونکہ یہ تمام کام آپ نے عملاً کر کے دکھائے ہیں۔

سیرت منانا اور اپنانا

آپ نے فرمایا کہ آج ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اسی طرح مناتے ہیں جس طرح لیڈروں کے دن منائے جاتے ہیں کہ سال میں ایک دو دفعہ دن منالیا پھر پورا سال چھٹی۔ حالانکہ نبی اور لیڈر میں فرق ہے نبی کی سیرت ایک دو دن نہیں بلکہ زندگی کا ایک ایک لمحہ سیرت کے لیے وقف ہونا چاہیے، بلکہ حضور صلی اللہ کی سیرت کو اپنانا چاہیے۔ ہر شخص کے لیے خواہ امیر یا غریب ہو، عالم ہو جاہل ہو، مزدور ہو کسان ہو زمیندار ہو مزارع ہو، حاکم ہو یا محکوم سب کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت اسوۂ حسنہ ہے۔ سیرت منائی نہ جائے بلکہ اپنائی جائے۔ کسی صحابیؓ نے کسی تابعیؒ نے کسی بزرگ نے آپ کی سیرت منائی نہیں اپنائی ہے۔ آپ نے اپنی بات کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا کہ جس طرح آج ہمارے دور میں سیرت کے دن منائے جاتے ہیں، جلوس نکالے جاتے ہیں، ڈھول باجے ہوتے ہیں، جعلی مزار بنائے جاتے ہیں، بیت اللہ وغیرہ کے جعلی نمونے بنا کر ان کا بیت اللہ جیسا احترام کیا جاتا ہے۔ جعلی روضہ بنایا جاتا ہے، اس کو بازار میں پھرایا جاتا ہے۔ یہ سب ایسی حرکتیں ہیں جن کا شریعت مطہرہ میں کوئی ثبوت نہیں، البتہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو بیان کرنا، لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات، زندگی، اخلاق و اعمال بیان کرنے کیلیے جلسے وغیرہ کرنا سب جائز ہے اور اس میں کوئی حرج نہیں۔

سیرت منانے کا مقصد

آپ نے فرمایا کہ سیرت منانے کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات سنیں آپ کی عادات معلوم کریں، آپ کے اخلاق و اعمال کو جانیں تاکہ اس کے مطابق ہم اپنی زندگیاں بنائیں اور جس عمل یا سنت کی کمی ہو اس کو پورا کریں۔

چودھویں صدی کا ذکر

آپ نے فرمایا کہ لوگوں میں جو یہ مشہور ہے کہ چودھویں صدی کے بعد کوئی صدی نہیں آئے گی، ایسا عقیدہ رکھنا گناہ ہے۔ قرآن پاک کی کسی آیت اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کسی حدیث میں صراحت سے چودھویں صدی کا ذکر ہی نہیں ہے

غلبہ اسلام

قرآن پاک کی آیت لیظہرہ علی الدین کلہ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ غلبہ اسلام دو قسم پر ہے۔ اول غلبہ بالدلائل علیہ ہے۔ یہ قسم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں پوری ہوئی، دوم غلبہ بالقہر ... یہ علاقہ

راشدین کے دور میں ہو چکا ہے۔ تیسرا غلبہ حقیقی کہ صرف اسلام باقی رہے دوسری کوئی ملت باقی نہ رہے۔ یہ حضرت عیسٰے علیہ السلام کے دور میں ہوگا۔

دعا کے ساتھ جلسہ ختم ہوا۔ جناب قاری نور الحق صاحب اور مرزا جانباز صاحب بوجہ علالتِ طبع تقریر نہ فرما سکے۔

بقیہ۔ سید شمس الدین شہید رحمۃ اللہ علیہ

مجھے شہید کا بتایا ہوا یہ واقعہ کبھی نہیں بھول سکتا کہ ذوالفقار علی بھٹو جیسے شاطر اور زیرک سیاست دان نے انہیں ملاقات کے لیے بلا کر انہیں اصول پرستی اور ایثار و اخلاص کا واسطہ دیا اور کہا کہ آپ جیسے با اصول لوگ میرے ساتھ آجائیں تو میں ملک و قوم کے لیے بہت کچھ کر سکتا ہوں، مگر اس جہاں دیدہ سیاست دان کو ۲۹ سالہ نو آموز سیاسی کارکن نے یہ جواب دے کر خاموش کر دیا کہ:

"بھٹو صاحب! کیا ہم اقتدار کے لیے
نیپ کا ساتھ چھوڑ کر بھی با اصول رہیں گے"

سید شمس الدین شہید کی یہی بے خوفی اور جرارت جبارت ظلم و جبر کے نظام کو نہیں بھائی اور بالآخر ۱۴ مارچ ۱۹۷۴ء کو جب وہ اپنی سرکاری گاڑی پر کوئٹہ سے فورٹ سنڈیمن جا رہے تھے مبینہ طور پر ان کے رفیق سفر شاہ وزیر نے خل گئی کے مقام پر گولی مار کر شہید کر دیا۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔

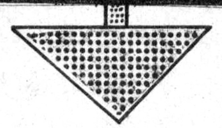
شہید کے المناک قتل پر وقت کے حکمرانوں نے کہا تھا کہ انہیں جمہوریت کے دشمنوں نے قتل کیا ہے اور قاتلوں کو بلا تاخیر کیفر کردار تک پہونچایا جائے گا مگر قاتل ابھی تک قانون کی دسترس سے باہر ہے تحقیقات کا عمل چار برس گذر جانے کے باوجود معطل ہے اور ستم ظریفی کی انتہا یہ ہے کہ حکومت ایک صوبائی اسمبلی کے ڈپٹی سپیکر اور سیاسی جماعت کے صوبائی سربراہ کے مبینہ قاتل کو حراست میں نہیں لے سکی، اور قتل کی سازش کا سراغ نہیں لگا سکی۔

شہید کے ورثا نے عبوری حکومت کے سربراہ جنرل محمد ضیاء الحق سے بھی درخواست کی ہے کہ اس المناک قتل کے مقدمہ کو از سر نو انکوائری کی میز پر لایا جائے اور قاتلوں کو گرفتار کرنے کے ساتھ ساتھ اس سازش کو بھی پوری طرح بے نقاب کیا جائے۔ امید ہے کہ عبوری حکومت اس سلسلے میں جلد کوئی موثر قدم اٹھائے گی۔

جناب نور عالم قریشی ایڈووکیٹ ملتان

پارلیمانی نظام حکومت کا

تاریخی اور سیاسی پس منظر!



برطانیہ نے جہاں دنیا پر اتنی تہذیب و تمدن کے اثرات چھوڑے وہاں دنیا کو ایک نئے نظام حکومت سے روشناس کرایا۔ اس نئے نظام حکومت کو دنیا کے اکثر و بیشتر جمہوری ملکوں میں اپنایا گیا۔ جمہوری اور آئینی نقطۂ نظر سے اس کا تجربہ بہت حد تک کامیاب رہا ہے۔ اس نظام حکومت کو علم سیاست کی (Term) میں پارلیمانی طرز حکومت یا ذمہ دارانہ حکومت کہتے ہیں۔

برطانیہ نے پارلیمانی نظام حکومت نافذ کرنے کے لیے ایک طویل سیاسی جنگ لڑی ہے اور اپنے ارتقائی مراحل سے گذر کر یہ نظام حکومت آج ایک جمہوری شکل میں نظر آرہا ہے۔ اس طرز حکومت کو عوامی امنگوں اور جمہوری قدروں کے مطابق بنانے کیلیے مدت مدید تک بادشاہ اور پارلیمنٹ کے درمیان ایک زبردست معرکہ جاری رہا۔ جیمز اول کے عہدِ حکومت میں جمہوریت اور بادشاہت کے درمیان ایک تاریخی جنگ جاری رہی۔ جیمز اوّل پارلیمنٹ کو اختیار دینا نہیں چاہتا تھا اور مطلق العنان ہوکر عوام پر حکومت کرنا چاہتا تھا۔ اس بات پر بادشاہ اور پارلیمنٹ کے درمیان تنازعہ شروع ہوا۔ جیمز عوام میں بادشاہ آسمانی ہونے کا دعویدار تھا، مگر عوام ازمنۂ وسطٰی کے اس فرسودہ نظام اور تصوّر کے خلاف تھی۔ اس پر پارلیمنٹ میں سخت احتجاج کیا گیا، مگر اس کے برعکس جیمز اول نے اپنے اختیارات کم کرنے اور اپنے انداز جمہوری سپرٹ پیدا کرنے کی بجائے مطلق العنانیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے پارلیمنٹ کو توڑ دیا۔

جیمز کے بعد چارلس اول نے اپنے باپ کے نقش قدم پر چلتے ہوئے اپنی عوام کو بادشاہ کو سایہ خداوندی کا تصور دیا اور اس نے بھی پارلیمنٹ کے ساتھ ایک طویل جنگ شروع کر دی جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ پارلیمنٹ کی حامی فوج نے جنرل کرامویل کی قیادت میں شاہی فوج کو زبردست شکست دی اور چارلس اول کو گرفتار کر کے اسے موت کی سزا دی۔ پارٹی سسٹم کے بعد انگلستان کا پہلا وزیر اعظم رابرٹ والپول تھا۔

پارلیمانی نظام حکومت سے مراد ایسی طرز حکومت ہے جس میں اقتدار اکثریتی پارٹی کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ حکومت بنانے کی دعوت اسی پارٹی کو دی جاتی ہے جو پارلیمنٹ میں اکثریت حاصل کر لیتی ہے حکومت کے تمام اختیارات کابینہ کے ہاتھ میں ہوتے ہیں جسے مجلس قانون ساز منتخب کرتی ہے۔

پارلیمنٹ میں اکثریتی پارٹی کا قاید وزیر اعظم ہوتا ہے اور انتظامی امور اور ملک کا نظم و نسق چلانے کے لیے پارلیمنٹ میں اپنی کابینہ کی تشکیل کرتا ہے وزیر اعظم اور اس کی کابینہ اسمبلی میں جواب دہ ہوتے ہیں۔ پارلیمانی طرز حکومت میں انتظامیہ اپنے محاسبہ کے لیے قانون ساز ادارے کے سامنے جوابدہ ہوتی ہے اور وزراء اس وقت تک اپنے منصب پر قائم رہ سکتے ہیں جب تک انہیں پارلیمنٹ کی حمایت حاصل ہو۔

وزارتی حکومت کا ڈھانچہ اس طرح قائم کیا جاتا ہے کہ انتخابات کے موقع پر عوام پارلیمنٹ کے ممبران کا چناؤ کرتے ہیں اور الیکشن کے وقت ملک کی مختلف سیاسی جماعتیں حصّہ لیتی ہیں۔ جو پارٹی پارلیمنٹ میں اکثریت حاصل کر لیتی ہے اس کے لیڈر کو وزیر اعظم منتخب کر لیا جاتا ہے اور پھر وزیر اعظم اپنی پارٹی کے مشورے سے باقی وزیروں کا چناؤ کر لیتا ہے۔

پارلیمانی نظام حکومت کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ عوام انتخابات کے وقت اپنی پسند کے حکمران چن سکتے ہیں جو ملک کو قومی بحران سے بچانے کے لیے پوری صلاحیت رکھتے ہیں جیسا کہ برطانیہ کی تاریخ میں بہت سی ایسی مثالیں ملتی ہیں مثلاً چرچل نے چیمبرلین کی جگہ اس لیے لی کہ قومی ہنگامی حالات کا تقاضا یہی تھا۔ یہ تبدیلی بڑی خاموشی سے پایہ تکمیل کو پہونچی۔ اس قسم کی تبدیلی دوسرے نظام میں نہیں ہو سکتی۔

پارلیمانی نظام حکومت میں بے انتہا لچک پائی جاتی ہے اس سے ملکی اور آئینی بحران پر بہت جلد قابو پایا جاسکتا ہے، ملک میں جلاؤ گھیراؤ، قتلِ عام اور ہنگامہ آرائی کی تحریک کو روکا جاسکتا ہے نہایت پُرامن طریقہ سے پارلیمنٹ میں جمہوری اور آئینی طریقہ سے تبدیلی کی جاسکتی ہے۔ کابینہ حکومت نمایندہ جمہوریت کی بہترین مثال ہے۔ اقتدارِ اعلیٰ حتمی طور پر عوام کے منتخب نمایندوں کے ہاتھ میں ہوتا ہے۔ وزراء فوری طور پر اپنی آئینی ذمہ داری محسوس کرتے ہیں اور عوام کے سامنے جواب دہ ہوتے ہیں۔

پارلیمانی نظام حکومت میں وزیراعظم اور اسکی کابینہ کا خاتمہ ہوتا رہتا ہے۔ یہ نظام حکومت عوام کی قوت کا سرچشمہ ہوتا ہے۔ کابینہ حکومت میں ملک کی سیاسی جماعتوں کو کام کرنے کا پورا پورا موقع ملتا رہتا ہے اور عوام میں سیاسی جماعتیں اپنا اپنا منشور پیش کرتی رہتی ہیں اور تقریباً ہر سیاسی جماعت کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ حصول اقتدار اور عوام کی خدمت کے لیے ایک انقلابی منشور پیش کرے تاکہ انتخابات میں زیادہ سے زیادہ اکثریت حاصل کی جا سکے۔

پارلیمانی نظام حکومت لچکدار ہوتا ہے اور وقت کے تقاضوں کے مطابق ڈھلتا رہتا ہے۔

پارلیمانی نظام حکومت کو آئینی اور سیاسی نقطہ نگاہ سے سب سے زیادہ جمہوری سمجھا گیا ہے اس طرز حکومت میں عوام کی بالادستی اور آئین کی حکمرانی تصور کی جاتی ہے۔ تمام دنیا کے نظام حکومتوں میں پارلیمانی طرز حکومت کو سب سے زیادہ فوقیت دی گئی ہے۔ اس کا تجربہ بہت حد تک دنیا کے بہت سے ترقی یافتہ ممالک میں کیا گیا اور بڑی کامیابی کے ساتھ یہ نظام حکومت آئینی اور جمہوری تقاضوں کو پورا کر رہا ہے۔

صدارتی طرز حکومت کی افادیت اور حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ اس نظام حکومت میں سیاسی اداروں کو پھلنے پھولنے کا موقع ملتا ہے اس طریقہ کار سے عوام میں یکجہتی اور ہم آہنگی پیدا ہوتی رہتی ہے اور ملک کا نظم ونسق نہایت کامیابی سے چلتا رہتا ہے۔

چونکہ کابینہ پارلیمنٹ کے سامنے جوابدہ ہوتی ہے، اس لیے حکومت کو غیر آئینی حربے اختیار کرنے کا موقع نہیں ملتا ہے۔ پارلیمانی نظام حکومت کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اس کی مقننہ اور عاملہ میں ہم آہنگی اور یکجہتی پیدا ہوتی رہتی ہے وزراء جب تک پارلیمنٹ کی حمایت حاصل ہوتی ہے وہ اس وقت تک کام کرتے رہتے ہیں، اس لیے امور حکومت میں بہت زیادہ دلچسپی سے کام کرتے رہتے ہیں۔ حکومت میں جمود اور تعطل کا امکان نہیں رہتا۔ چونکہ وزیروں کو پارلیمنٹ کی حمایت حاصل کرنا پڑتی ہے اس لیے وہ اپنی ذمہ داری محسوس کرتے ہوئے عوامی مفادات کے خلاف کام نہیں کرتے۔

برطانیہ کے پارلیمانی نظام حکومت میں جہاں بہت سی خوبیاں پائی جاتی ہیں وہاں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ کابینہ کے وزیروں کا سخت محاسبہ کیا جاتا ہے۔ وہاں وزیروں پر پرمٹ اور لائسنس دینے کی بجائے ان کے خلاف احتسابی کارروائی کی جاتی ہے۔ مثلاً اگر کوئی وزیر اپنے محکمے کے بارے میں راز فاش کرے تو وہ سزا کا مرتکب ہوتا ہے ۱۹۳۶ء میں وزیر نوآبادیات جی۔ ایچ تھامس نے وقت سے پہلے بجٹ کو فاش کر دیا۔ اس سے اس کا ایک قریبی دوست ٹیکس دینے سے بچ گیا چنانچہ پارلیمنٹ نے اسے مستعفی ہونے پر مجبور کر دیا ۱۹۴۷ء میں ڈالٹن وزیر خزانہ کو اس لیے مستعفی ہونا پڑا کہ اس نے اپنی تجاویزات کا کچھ حصہ صرف پندرہ منٹ پہلے ایک اخباری نمائندے کو بتا دیا تھا۔

پارلیمانی نظام حکومت میں کابینہ کا ہر وزیر اپنے عمل کا ذمہ دار ہے اور اپنے محاسبہ سے بری الذمہ نہیں ہو سکتا۔ مثلاً میک میلن کی کابینہ کا وزیر جنگ پرفیومو جب کرسٹن کیلر کے سیکنڈل کا شکار ہوا اور معاملہ اتنی سنگین صورت حال اختیار کر گیا کہ اس وقت کے وزیراعظم مسٹر میک میلن کو اپنی وزارت عظمیٰ سے ہاتھ دھونے پڑ گئے اور قیادت مسٹر ہیوم کے حوالے کر دی گئی۔

پارلیمانی نظام حکومت کی سب سے بڑی مثال بھارت میں پائی جاتی ہے۔ برطانیہ کے بعد سب سے زیادہ پارلیمانی نظام ہندوستان میں کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔ برطانیہ نے برصغیر میں عرصہ دراز تک حکومت کی اس لیے وہاں کے عوام اس نظام حکومت سے اچھی طرح واقف ہو گئے۔ چونکہ پارلیمانی نظام حکومت برطانیہ میں صدیوں کے تجربات سے گذر کر جمہوری اور آئینی شکل اختیار کر گیا ہے، اس لیے یہ جمہوری ملکوں میں بڑی ہی کامیابی کے ساتھ چل رہا ہے۔

پارلیمانی طرز حکومت کی اپنی تاریخی حیثیت ہے۔ اس کی روایات اور نظیریں ہیں جسکو سیاسی نقطہ نگاہ سے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً بھارت میں وزیراعظم کو صدر نامزد کرتا ہے۔ وزیراعظم وہی شخص بن سکتا ہے جو لوک سبھا میں اعتماد کا ووٹ حاصل کرے اور اکثریتی پارٹی کا لیڈر ہو۔ اس لحاظ سے صدر وزیراعظم کو کابینہ بنانے کی اجازت دیتا ہے۔

نہرو کے مرنے کے بعد کابینہ کے سینئر رکن مسٹر گلزاری لال نندہ کو عارضی طور پر وزیراعظم بنایا گیا تاکہ ملکی بحران میں کسی قسم کی رکاوٹ پیدا نہ ہو۔ آئینی طور پر وزارت عظمیٰ کا معاملہ کانگریس پارلیمانی پارٹی پر چھوڑ دیا۔ چنانچہ بعد میں باضابطہ طور پر لال بہادر شاستری کو ملک کا وزیراعظم منتخب کر لیا۔

پارلیمانی نظام حکومت اپنے ارتقائی مرحلوں سے گذرتا رہتا ہے اور مارشل لاء کی لعنت سے ہمیشہ محفوظ رہتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ وہ ملک آج تک آئینی اور سیاسی بحران کا شکار نہیں ہوئے۔ دنیا میں پاکستان واحد ملک ہے جہاں پارلیمانی نظام حکومت اور صدارتی طرز حکومت کا پوسٹ مارٹم کیا گیا۔ اس میں متذکرہ نظام ہائے حکومتوں کا مذاق اڑایا گیا صحیح معنوں میں نہ پارلیمانی نظام حکومت قائم کیا گیا اور نہ ہی صدارتی طرز حکومت۔

اوائل میں پارلیمانی نظام حکومت کا تجربہ کیا گیا مگر بدقسمتی سے بیل منڈھے نہ چڑھی۔ سیاست دانوں کی بددیانتی اور عوام پر عدم اعتماد کی وجہ سے اس ملک میں جمہوریت پسند لیڈر راتوں رات سیاسی جماعت تبدیل کر کے برسر اقتدار پارٹی میں شامل ہو جاتے ہیں ان کی سطح نگاہ صرف اقتدار حاصل کرنا ہوتا تھا۔ ہمارے سیاستدانوں کی وفاداریاں مرغ بادنما کی طرح بدلتی رہتی تھیں، جو پارٹی بھی پارلیمنٹ میں اکثریت حاصل کر لیتی اس کے ہمسفر ہو جاتے۔ اگر آج مسلم لیگ برسراقتدار ہے تو اس میں شامل ہو گئے۔ کل ری پبلکن پارٹی کا عروج دیکھا تو اپنی سیاسی وابستگی کا اعلان اس کے ساتھ کر دیا۔ صبح وشام حکومت بدلنے کی وجہ سے ملک آئینی اور سیاسی بحران کا شکار ہوتا رہا۔ بدقسمتی سے آج بھی اس ملک میں ۳۰ سال کا طویل عرصہ گذر جانے کے بعد یہاں پر نہ ہی پارلیمانی نظام قائم ہو سکا اور نہ صدارتی طرز حکومت کامیاب ہو سکا ـــ!!!

تجاویز

محمد یعقوب شیخ

ہمارے قومی مسائل اور اُن کا حل

نظم و نسق کا مسئلہ

پاکستان کا سب سے بڑا مسئلہ نظم و نسق اور انتظامیہ کی اصلاح ہے۔ پولیس کا محکمہ مکمل طور پر توڑ دیا جائے یا تھانوں کو جلا دیا جائے یہ ناممکن اور ناقابل عمل ہے۔

البتہ نظم و نسق کو برقرار رکھنے اور امن عامہ کی بحالی کے لیے ضروری ہے کہ پولیس سے کسی بھی شخص کو گرفتار کرنے یا مصالحت کے اختیارات ختم کر دیئے جائیں۔

۱۔ پولیس ٹریفک کنٹرول کرے۔

۲۔ اگر کسی جگہ لڑائی جھگڑا ہو جاتا ہے تو پولیس فوری طور پر مداخلت کر کے فریقین کو الگ الگ کرادے

۳۔ کسی بھی بااختیار عدالت یا ادارہ کی طرف سے جاری کردہ سمن یا وارنٹ کی تعمیل کرادے۔

۴۔ سرکاری عمارتوں اور املاک کی حفاظت۔

۵۔ بااختیار اداروں، عدلیہ اور انتظامی محکموں سے مفوضہ امور میں معاونت۔ تمام تر انتظامی امور کو عوام خود چلائیں۔

یونین کمیٹی اور یونین کونسلوں کو امن عامہ کی تمام تر ذمہ داری سونپ دی جائے۔ ہر کمیٹی اور کونسل میں پندرہ سے بیس ارکان کی مجلس مشاورت بنائی جائے۔ مجلس مشاورت کا ہر رکن اپنے علاقہ میں بااختیار ہو جو متنازعہ امور کا تصفیہ کرائے گا۔

جو مقدمات باقاعدہ عدالت کی سماعت کے لائق اسے عدالت کے سپرد کرنے کی سفارش کریگا

اپنے علاقہ میں نظم و نسق کا ذمہ دار ہوگا۔

عوام کی ضروریات، صحت و صفائی کے مسائل حل کرے گا۔

عادی مجرموں کی فہرست مرتب کر کے ان کو اصلاح کی ترغیب دے گا جو لوگ اصلاح قبول فرمالیں گے انہیں آزادی سے زندگی گذارنے کا موقع دیا جائے اور جو لوگ اصلاح قبول نہ کریں ان کو تربیت گاہوں میں بھیج دیا جائے اور اس وقت تک نہ چھوڑا جائے جب تک توبہ نہ کرلیں۔

۶۔ عوام کی ذہنی تربیت کا اہتمام کرے گا، دینی ضروریات کو ملحوظ رکھے گا۔

۷۔ گروہی یا قومی تعصبات کو پھیلانے نہیں دے گا۔

۸۔ ملی اتحاد اور یگانگت کو بڑھائے گا۔

۹۔ انسانی حقوق کے احترام کے لیے ترغیب دے گا۔!

۱۰۔ مساوات اور انصاف پر مبنی معاشرہ قائم کرنے کا ذمہ دار ہوگا۔ اور

انتخابات میں ووٹ کا صحیح استعمال اور آزادی رائے کو برقرار رکھنے کا بھی ذمہ دار ہوگا۔ جو نوجوان بے کار ہوں ان کو مناسب کام تلاش کرے گا۔

پاکستان قومی اتحاد نے جو بے مثال تحریک چلائی نظم و ضبط کا مظاہرہ کیا، قریہ قریہ بستی بستی رابطہ قائم کیا اس اعتماد کی بنا پر پاکستان قومی اتحاد یونین کمیٹیوں اور یونین کونسلوں کے رکن نامزد کرے۔

اور ہر یونین کونسل اور کمیٹی کا رکن اپنی مجلس مشاورت خود بنائے۔

موجودہ مجسٹریٹ اپنے اپنے علاقوں کے نگران بنا دیئے جائیں اور ڈپٹی کمشنر ضلع کا نگران ہو۔ ڈویژن ختم کر کے ہر ضلع کو صوبہ سے جوڑا جائے۔

دوسرا بڑا مسئلہ تعلیم کا ہے، میٹرک تک تعلیم لازم اور مفت ہو۔ تاریخ، شہریت، جغرافیہ، سائنس، عربی اردو، انگریزی لازمی مضامین قرار دیئے جائیں۔

جو طالب علم فسٹ ڈویژن حاصل کریں ان کو اعلیٰ تعلیم کی اجازت دی جائے۔ باقی تمام طلباء کو مزدور کسان اور محنت کے دوسرے شعبوں میں کام پہ لگایا جائے۔ کسی شخص کو بے کار زندگی گذارنے کی اجازت نہ دی جائے

تعلیم کے بعد ہر شخص کو روزگار مہیا کرنا حکومت کی ذمہ داری ہو۔ بے کاری جرم اور معیوب قرار دی جائے۔

تیسرا بڑا مسئلہ زمین ہے

ہر کاشت کار جس کے پاس ۱۲½ ایکڑ سے کم زمین ہے اسے اور زمین دی جائے۔ اشتمالِ اراضی ایسی بنیاد پر کی جائے۔

زمین کا مالک دراصل اللہ ہے، حکومت انتظامی اصلاح کے لیے کسی شخص سے بھی زمین واپس لے سکتی ہے۔ مگر اسے احق انتظام حاصل تھا، اس حق کا معاوضہ مناسب دیا جائے اور جس کاشت کار کو یہ زمین دی جائے قسط وار اس سے رقم دلائی جائے۔

اس طرح ہر شخص جو اپنے ہاتھ سے کاشت کرتا ہے اور اس کے پاس ایک جوڑا ہل اور بیل ہے اشتمالِ حقیقت ہے۔ فرد پٹوار میں اس کا نام بحیثیت کاشت کار درج ہے اسے ۱۲½ ایکڑ اراضی دے کر خود کفیل معاشرہ قائم کیا جائے۔

یہ زمین ناقابل تقسیم قطعہ ہوگی۔ جو لوگ بھی اس کے وارث ہوں گے وہ حق انتفاع کا معاوضہ تو وصول کر سکیں گے، مگر اس زمین کو تقسیم نہیں کر سکیں گے۔

مشینی کاشت کاری کی حوصلہ افزائی کی جائے۔ ایسے فارم بنائے جائیں جن سے کاشت کار زرعی آلات کرایہ

پر حاصل کرسکیں۔

ورکشاپ بنانے چاہیں تاکہ ٹریکٹروں اور ٹرکوں کی مرمت قریب جگہ سے ہو سکے۔ ہر یونین کونسل میں کم از کم ایک ورکشاپ اور ایک فارم ضرور ہو۔

چوتھا مسئلہ مزدور

مزدوروں کو وہ تمام سہولتیں جو اس وقت میسر ہیں برقرار رکھی جائیں۔ بلکہ اور زیادہ سہولتیں دی جائیں۔

انقلابی تبدیلی یہ کی جائے کہ سالانہ آمدنی سے ۱/۴ مزدوروں کی ملکیت قرار دی جائے اور ہر مزدور کے کھاتے میں یہ رقم کسی بنک میں جمع کرا دی جائے جب مزدور ریٹائر ہو تو اسے یہ رقم یکمشت دی جائے یا پھر پینشن کے طور پر ہر ماہ اس کی ضرورت کے مطابق ادا کی جائے۔

اس طرح مزدور تحفظ بھی محسوس کرے گا، اور املاک کو بھی نقصان نہیں پہنچائے گا، بلکہ حفاظت کرے گا۔ اور پیداوار بھی بڑھے گی۔

پانچواں مسئلہ دفاع اور امور خارجہ

ملک کی دفاعی قوت کو زیادہ سے زیادہ بڑھایا جائے اور جہاں تک خارجہ پالیسی کا تعلق ہے اس میں کسی بڑی تبدیلی کی ضرورت نہیں۔

البتہ غیر ممالک میں جو سفارت خانے ہیں ان کی اصلاح کی بہت ضرورت ہے، جو سفیر سفارت کے ساتھ ساتھ تجارت بھی کرتے ہیں ان کو واپس بلوایا جائے۔

جو عیش و عشرت کو سفارت خیال کرتے ہیں ان کو یک قلم ہٹا دیا جائے، ایسے لوگ سفیر بنائے جائیں جو ملی اور قومی جذبات کو ملحوظ رکھیں

خصوصاً عرب ممالک میں ایسے سفیر بنائے جائیں جو عربی اچھی طرح جانتے ہوں۔ نماز روزہ کے پابند ہوں۔

جو لوگ بیرون ممالک میں محنت کر کے زرمبادلہ مہیا کرتے ہیں، ان کو سہولتیں دی جائیں۔ اور باعزت روزگار مہیا کرنے میں لوگوں کی رہنمائی اور امداد بہتر طور پر کی جائے۔

شہر شہر سے

ترتیب: قمر ہاشمی

مسلمان حکمران نماز کو ترک کرے تو اس کے ساتھ جنگ کرنا فرض ہے
مولانا عبدالکریم آف بیر شریف

رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سنت کے اتباع سے ہی ہم صحیح مسلمان بن سکتے ہیں۔ مولانا سید محمد شاہ امروٹی

گذشتہ روز جمعیت علماء اسلام پاکستان کے نائب امیر حضرت مولانا عبدالکریم صاف قریشی آف بیر شریف اور صوبائی امیر سید محمد شاہ امروٹی کے آمد و جلسہ کا اہتمام کرنے کی اطلاع ملی۔ بندہ (عبدالباری شیخ) پر کچھ ذمہ داری سونپی گئی۔ ۱۰ ر فروری کو بعد نماز عصر جامع مسجد سٹہ بازار والی کھچا کھچ بھر گئی۔ بازاروں سے گلیوں سے لوگ جوق در جوق مسجد کی طرف چلتے ہوئے نظر آنے لگے۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ شکارپور میں کچھ نہ کچھ ہونے والا ہے۔ نماز عصر کے بعد ضلع شکارپور کے عوام کے دل کی دھڑکن مجاہد کبیر حضرت امروٹی رحمۃ اللہ علیہ کے سجادہ نشین حضرت سید محمد شاہ امروٹی اسٹیج پر تشریف لائے شاہ صاحب کی مجاہدانہ شان دیکھ کر عوام میں جہاد کا رنگ چھا گیا۔ ایسا محسوس ہو رہا تھا کہ حضرت امروٹیؒ خود تشریف لائے ہیں۔ شاہ صاحب نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ آج تک ہمیں اسلام کی نعمت سمجھ سے نصیب ہوئی کہ مسلمانوں میں سے چند مسلمانوں نے سنت کو کبھی بھی ترک کرنے نہیں دیا۔ مسلمان تب مسلمان ہے جبکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے متبع ہیں۔ اگر آج ہم سنت کو ترک کر دیں گے تو کل واجب چھوٹ جائے گا جب واجب چھوٹ جائے گا تو فرض بھی چھوٹ جائے گا۔ اس لئے سنت کا خاص خیال رکھنا چاہیئے، تاکہ واجبات و فرائض نہ چھوٹ جائیں۔ آخر میں شاہ صاحب نے دو اصحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تذکرہ فرما کر مجمع کو تڑپا دیا۔ اس کے بعد جمعیت علماء اسلام کے مرکزی نائب امیر سندھ کے روحانی پیشوا حضرت مولانا عبدالکریم صاحب (آف بیر شریف لاڑکانہ) اپنے شان قلندرانہ سے اسٹیج پر تشریف لائے تو عقیدتمندوں نے زیارت کا شرف حاصل کر کے تقریر غور و خوض سے سنی۔ مولانا نے فرمایا کہ جو لوگ صوبائی تعصب پھیلانے میں مصروف ہیں وہ عذاب الٰہی کو دعوت دینے میں مصروف ہیں۔ مزید فرمایا کہ اس سے گریز کریں۔ اگر سندھ کا کوئی کتا خراب ہو اور اپنے مالکوں کو کھانے لگے تو کیا آپ ایسا کہیں گے کہ یہ سندھ کا کتا ہے اس پر رحم کرنا چاہیئے۔ اگر سندھ کا کوئی سانپ ہو تو آپ اس کو کچھ بھی نہ کہیں گے کیونکہ سندھ کا سانپ ہے۔

مولانا نے فرمایا کہ اطاعت اللہ تعالیٰ اور رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی کرنی ہے اور مسلم حکمران کی جب تک کہ اللہ تعالیٰ اور رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کے اطاعت کے خلاف حکم نہ کریں۔ اگر مسلمان حکمران امن و امان برقرار رکھیں اور اسلامی قانون نافذ کریں اور ذاتیات اس کے کتنے بھی خراب ہوں، مسلمان امت اس کے ذاتیات سے تب درگذر کریگا جب تک وہ نماز قائم کریگا۔ اگر نماز کو ضائع کیا، نماز کو قائم نہ کیا تو ہم اس سے جنگ کرنے کو تیار ہیں۔ اسے انتباہ کرتے ہیں گذشتہ حکومت میں نماز کو ترک کر دیا گیا۔ قوم نے تحریک چلائی۔ آج وہ حکمران جیلوں میں پس رہے ہیں۔

مولانا نے فرمایا مسلمان اللہ تعالیٰ کی فوج ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی فوج ہے وہ ہاتھ اٹھائیں۔ سارے مجمع نے ہاتھ اٹھایا۔ مولانا نے فرمایا (عوام پر زور دے کر) کہ آپ ربیع الاول کے مہینے میں یہ ریزولیشن پاس کروائیں کہ مسلمان حکمران کو نماز ضرور پڑھنا ہوگا۔

اس عظیم الشان اجتماع میں دوسروں کے علاوہ حضرت مولانا غلام قادر بھچوار، ناظم جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ نے بھی شرکت کی۔ اس کے بعد جمعیت علماء اسلام شکارپور کے مجلس شوریٰ کے ممبر الحاج شاہ احمد میمن کے عشائیہ میں تینوں راہنماؤں حضرت بیروی، حضرت امروٹی اور حضرت مولانا غلام قادر بھچوار نے شرکت کی۔

عبدالباری شیخ عفی عنہ

سیرت کانفرنس کراچی:

گذشتہ دنوں سیرۃ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر جمعیت علماء اسلام کے زیر اہتمام زیر صدارت قاری حسین احمد صاحب رہبر جمعیت علماء اسلام، اعظم ٹاؤن کراچی منعقد ہوا جس میں مجاہد تحریک نظام شریعت حضرت مولانا محمد ذکریا صاحب خطیب اہلسنت حضرت مولانا اکرام الحق خیری مناظر اہلسنت حضرت مولانا محمد یوسف رحمانی صاحب۔ خطیب عوام حضرت مولانا محمد یعقوب باشندی نے عوام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے دنیا کی یہ حالت تھی کہ دنیا میں کفر کی اندھیری چھائی ہوئی تھی۔ کفر و ظلم کے بادل ہر طرف چھائے ہوئے تھے۔ ہر انسان کا علیحدہ علیحدہ خدا تھا۔ بیت اللہ باطل خداؤں سے سجایا ہوا تھا۔ جادوگری ساحری [illegible] کا کام رہا [illegible] تھا۔ [illegible] کو زندہ دفن کر دیا جاتا تھا۔ عورت کی [illegible] کوئی [illegible] نہیں تھا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم دنیا پر مبعوث ہوئے بعثت کے [illegible] میں باطل خدا اوندھے منہ گر گئے۔ قصر کسریٰ کے کنگرے گر پڑے۔ شیاطین کا آسمان پر جانا بند ہو گیا۔ فارس کی وہ آگ بجھ گئی جس کی پرستش کی جاتی تھی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے آنے سے دنیا پر ایک عظیم انقلاب آگیا۔ کیوں نہ انقلاب عظیم آتا جب کہ سراج منیر اس دنیا میں آیا۔ ایک دنیا کا سراج منیر ہے جو ہر روز طلوع ہو کر غروب ہو جاتا ہے ایک آمنہ کا سراج منیر ہے جو طلوع ہوا اور قیامت تک [illegible] کرتے

ہونے فرمایا کہ جو لوگ ملک میں فرقہ ورانہ فساد کھڑے کر کے قوم کو الجھانا چاہتے ہیں وہ قوم و ملت کے خیر خواہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ اس قسم کے شرپسندوں کو جو کہ قوم کو آپس میں لڑا کر مروانا چاہتے ہیں حکومت ان کا سختی سے محاسبہ کرے۔

اس کے بعد جناب ڈاکٹر معظم علی علوی چیئرمین خلافت راشدہ لندن نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم مبعوث ہو کر آئے تو آپ نے پوری دنیا کو ایک پلیٹ فارم پر جمع کر دیا اور زندگی کے تمام مسائل عملاً حل کر دیئے جو کہ ہمارے لئے ہر شعبہ میں مشعل راہ ہے۔ کوئی بھی ایسا شعبہ نہیں جس میں ہمیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ہدایت نہ ملتی ہوں۔

مناظر اہلسنت حضرت مولانا محمد یوسف صاحب نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام خصوصیات سے نوازا تھا اور آپ دنیا کے لئے رحمت بن کے آئے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفقت کی مثال دیتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ایک دفعہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ سے واپسی پر ایک درخت کے نیچے تلوار لٹکا کر سو گئے۔ ایک یہودی آیا اور تلوار اٹھا کر کہنے لگا کہ اے محمد صلی اللہ علیہ وسلم آج تمہیں میرے ہاتھ سے کون بچائے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ کہنا تھا کہ یہودی کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی شفقت اور مہربانی سے یہودی کو معاف فرمایا۔ اسی طرح کئی ایسی مثالیں ملتی ہیں جن سے رحمت دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا رحمت ہونا معلوم ہوتا ہے۔ خطیب اہلسنت حضرت مولانا اکرام الحق خیری پروفیسر صاحب نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت پر اگر کوئی کہے کہ میں نے بیان کر دی ہے تو وہ ہرگز بیان نہیں کر سکتا۔ فرمایا کہ جتنے بھی پیغمبر دنیا میں آئے سب نبیوں کی سیرتوں کے ساتھ ساتھ صورتیں بھی اعلیٰ اور افضل ہوتی ہیں۔ اگر کسی کی سیرت یا صورت گندی ہو تو ان کے نبی ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ کیونکہ نبی سیرت میں بھی بے عیب ہوتا ہے اور صورت میں بھی۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ابراہیم اللہ کے خلیل ہیں اور میں اللہ کا حبیب ہوں۔ خلیل کے معنی ہیں "جو مانگنے تو ملے" حبیب کے معنی ہیں کہ جسے بغیر مانگے ملے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پر ہی نبوت کی انتہا ہے۔ آپ کے بعد کوئی نبی نہیں۔ انہوں نے عوام سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ لوگو! نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی ہمارے لئے اسوۂ حیات ہے۔ ہمیں ہر شعبے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو اپنانا چاہئے جن لوگوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اپنائی وہ ہر دور میں کامیاب رہے۔ ان کے علاوہ مولانا عبدالہادی مولانا عبدالقادر۔ مولانا خان محمد صاحب نے بھی عوام سے خطاب فرمایا۔ جلسے کے اختتام پر مولانا محمد یعقوب راشدی نے دو مطالبے عوام سے منظور کرائے کہ یہ عظیم اجتماع حکومت پاکستان سے مطالبہ کرتا ہے کہ ربوہ کا نام تبدیل کر دیا جائے اور مرزائیوں کی مساجد کے نام اور ان کے نام اسلامی ناموں سے تبدیل کر دیئے جائیں کیونکہ ان سے سادہ لوح مسلمان گمراہ ہو رہے ہیں۔

ناظم اعلیٰ سراج الدین
ایڈووکیٹ اعظم بستی

سیرۃ کانفرنس:

قلعہ دیدار سنگھ جمعیۃ علماء اسلام کے زیر اہتمام گذشتہ روز جامع مسجد مرکزی میں ایک عظیم الشان سیرۃ کانفرنس منعقد ہوئی جس میں صوبہ پنجاب کے جنرل سیکرٹری جناب قاری نورالحق قریشی، مولانا قاری سعید الرحمن علوی مولانا قاری عبدالحئی عابد نے خطاب کرتے ہوئے جنرل محمد ضیاء الحق سے مطالبہ کیا کہ وہ اپنے وعدے کو وفا کرتے ہوئے ملک میں فوراً اسلامی نظام رائج کریں۔ ملک میں بڑھتے ہوئے جرائم اور ڈکیتی کے انسداد کے لئے قانون میں سختی پیدا کریں۔ انتظامیہ اور افسر شاہی کی فوراً تطہیر کریں اور نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ مرزائیوں کا فوراً محاسبہ کریں جو اسلام کے نام پر کفر کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ علاوہ ازیں مولانا نورانی سے مطالبہ کیا گیا کہ وہ متحدہ تحریک سے بے وفائی کر کے اور اتحاد سے علیحدگی کی غلطی قطعاً نہ کریں۔ کانفرنس کی صدارت مولانا رحمت اللہ صاحب امیر جمعیۃ علماء اسلام کوٹلی اسلام نے کی۔

بڑھتی ہوئی مہنگائی اور غنڈہ گردی:

جمعیت علماء اسلام شکرگڑھ کے زیر اہتمام جامع مسجد پیپل والی نقشبہ نورکوٹ میں ۱۲ ربیع الاول کی رات سیرۃ کانفرنس منعقد ہوئی جس میں مولانا محمد طاہر ناظم آفس سیکرٹری جمعیت علماء اسلام اور فاضل رشیدی مولانا عبیداللہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرۃ طیبہ کے تمام پہلوؤں پر تفصیلاً روشنی ڈالتے ہوئے کہا کہ حصول پاکستان کی خاطر لاکھوں جانوں کی قربانی اس لئے دی گئی تھی تاکہ یہاں اسلام کے عادلانہ نظام کو نافذ کیا جائے لیکن افسوس کہ سابقہ حکمرانوں نے سکندر۔ چنگیز۔ ہلاکو خان کی طرح ظلم و بربریت تشدد کی پالیسی پر عمل کیا۔ اور نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے نفاذ میں رکاوٹیں کھڑی کیں۔ آخر میں ایک قرار داد کے ذریعہ چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق سے مطالبہ کیا گیا کہ ملک میں بڑھتی ہوئی مہنگائی اور لاہور کراچی میں اغواء اور قتل کے سنگین واقعات کی روک تھام کے لئے فوراً سخت اقدامات کئے جائیں۔

گڑھی خیرو کا اجلاس:

جمعیۃ علماء اسلام گڑھی خیرو کا اجلاس زیر صدارت حضرت مولانا نصراللہ سومرانی صاحب ہوا۔ اجلاس سے جناب الحاج نبی داد صاحب اور جناب غلام رسول صاحب نے خطاب کیا۔ آخر میں مجلس شوریٰ کے درج ذیل ارکان منتخب کئے گئے۔

حضرت مولانا نصراللہ سومرانی صاحب
سیٹھ غلام حسین خان بروہی
حضرت علی صاحب بروہی
الحاج نبی داد صاحب پندرانی

مکمل اعتماد:

جمعیت علماء اسلام حلقہ اعظم بستی کے امیر قاری حسین احمد صاحب اور ناظم اعلیٰ سراج الدین خان مروت ایڈووکیٹ اور تمام اراکین جمعیت مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب درخواستی کو بھرپور تعاون اور مکمل اعتماد کا یقین دلاتے ہیں۔

ناظم اعلیٰ سراج الدین

جمعیۃ علماء اسلام ٹھٹھی نصرتی:

جمعیۃ علماء اسلام ٹھٹھی نصرتی شاخ کے زیر اہتمام جامع مسجد چاچاخیل میں ایک اجلاس ہوا جس میں ٹھٹھی نصرتی

کے علاوہ گنڈیری خٹک ۔ میانکی بانڈہ ۔ زرکی نصرتی وغیرہ کے مخلص کارکن شریک ہوئے ۔ اس اجلاس سے مقامی علماء کے علاوہ مولانا حافظ فخرالاسلام صاحب اور مولانا محمد رفیق صاحب بالترتیب صدر جمعیۃ ہنگو اور ناظم جمعیۃ ہنگو اور مولانا نعمت اللہ صاحب سابق ایم این اے اور حاجی گل رحمٰن صاحب امیدوار صوبائی اسمبلی کرک نے بھی خطاب کیا۔

حافظ فخرالاسلام صاحب نے فرمایا کہ جمعیۃ علماء اسلام نے حالیہ تحریک میں بہت قربانی دی ہے اور اکابرین جمعیۃ اسلامی نظام کے لئے فضا ہموار کر رہے ہیں اب اسلامی نظام کو کوئی طاقت نہیں روک سکتی۔

مولانا محمد رفیق صاحب نے اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے جمعیۃ علماء اسلام کی ابتدائی تنظیم سے لے کر موجودہ دور تک اکابرین جمعیۃ کو داد تحسین پیش کیا۔

مولانا پیر غلام صاحب سرپرست جمعیۃ خٹکی نصرتی نے جمعیۃ کی خدمات کو سراہا اور آئندہ منظم طریقے سے تحریک جمعیۃ چلانے کی تلقین فرمائی۔

مولانا نعمت اللہ صاحب نے جمعیۃ کی سابقہ کارکردگی پر روشنی ڈالی اور اراکین کو حوصلے بلند رکھنے کی تلقین فرمائی۔ آخر میں حاجی گل رحمٰن صاحب نے علاقائی ضروریات کے بارے میں اجلاس سے چند قراردادوں کی منظوری کرائی۔

۱۔ یہ اجلاس حکومت کے عمل کی سستی پر گہرے افسوس اور عدم اطمینان کا اظہار کرتا ہے۔

۲۔ یہ اجلاس قومی اتحاد کی تنظیم نو پر مسرت کا اظہار کرتا ہے اور قائد جمعیۃ جناب مولانا مفتی محمود صاحب کے دوبارہ قومی اتحاد کے صدر منتخب ہونے پر مبارک باد دیتا ہے۔

۳۔ موجودہ کمر توڑ مہنگائی پر بڑے رنج و غم کا اظہار کرتا ہے۔

۴۔ یہ اجلاس دریائے کالا باغ سے تحصیل کرک کے لئے ایک نہر کی منظوری کا مطالبہ کرتا ہے۔

۵۔ یہ اجلاس خٹکی نصرتی ۔ صابر آباد وغیرہ میں دو سال سے تعمیر شدہ ہسپتال میں سٹاف نہ ہونے پر گہرے افسوس کا اظہار کرتا ہے اور فوری طور پر ان ہسپتالوں میں سٹاف مقرر کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

۶۔ یہ اجلاس خٹکی نصرتی اور ستوہ گڈی خیل وغیرہ کے بارانی ندی نالوں کے سیلاب سے آبادی اور زمین کو محفوظ کرنے کے لئے مختلف ترقی یافتہ اقدامات کا مطالبہ کرتا ہے۔

۷۔ یہ اجلاس فوری طور پر جنرل ضیاء الحق سے ملک میں نظام مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم رائج کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

۸۔ یہ اجلاس خٹکی نصرتی سے شاہ سلیم کو جانے والی کچی سڑک کو فوری طور پر پختہ کرنے کا مطالبہ کرتا ہے۔

تنظیمی دورہ بلوچستان:

جمعیۃ علماء اسلام کی مرکزی اور چاروں صوبوں کی مجالس عاملہ کے مشترکہ اجلاس کے فیصلوں کی روشنی میں جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان نے پورے صوبے کے تنظیمی دورے کا پروگرام بنایا۔ صوبائی مجلس عاملہ کے تقریباً تمام ارکان نے ۵ فروری سے ۲۸ فروری تک صوبہ کے ضلعی ہیڈکوارٹروں کا دورہ کیا۔ پروگرام کے مطابق وفد ۵ فروری کو فورٹ سنڈیمن پہنچا۔ رات کو وہاں قیام رہا۔ جماعتی احباب سے ملاقات ہوئی اور انہیں مرکزی فیصلے سے آگاہ کیا گیا۔ وفد ۶ فروری کو لورالائی اور ۷ فروری کو سبی، ۹ فروری کو نوشکی، ۱۰ فروری خاران ۔ ۱۲ فروری مستونگ، قلات ۔ ۱۳ فروری پنجگور ۔ ۱۵ فروری بلیدہ ۔ ۱۶ فروری ۔ تربت، ۱۷ فروری پسنی ۱۸ فروری گوادر، ۱۹ فروری آواران ۔ ۲۰ فروری مشکے، ۲۱ فروری خضدار، ۲۲ فروری ڈھاڈر (بستی)، ۲۳ فروری بھاگ، ۲۴ فروری ٹھل ڈیرہ، ۲۵ فروری استہ محمد ۲۶ فروری گوٹھ حاجی محمد رحیم، ۲۸ فروری ضلع کوئٹہ۔

صوبائی وفد نے صوبہ کے وسیع و عریض علاقہ میں دن رات سفر کیا۔ بیشتر فی صد سڑکیں کچی تھیں اور روزانہ اوسطاً پونے دو سو میل سفر کیا گیا۔ اس پورے دورے میں تقریباً چار ہزار میل کا سفر کیا گیا۔ وفد ایک طرف فورٹ سنڈیمن تک پہنچا دوسری جانب جیکب آباد تک، تیسری جانب سے گوادر تک جو کہ کوئٹہ سے ۵۰۰ ساڑھے سات سو میل ہے اور چھ سو میل سڑک کچی ہے۔

تمام اضلاع کے عہدیداروں نے وفد کو یقین دلایا کہ وہ اپنے ضلع میں تنظیمی کام کو تیز تر کر دیں گے۔ اس کے لئے ضلعی سطح پر وفود بھی تشکیل دیئے گئے۔

حافظ حسین احمد سیکرٹری اطلاعات
جمعیۃ علماء اسلام بلوچستان

ضلعی مجلس عاملہ نصیر آباد

سرپرست	:	مولانا احسان اللہ صاحب
امیر	:	مولانا حضور بخش صاحب
نائب امیر	:	مولانا شفیع محمد صاحب
" "	:	محمد عالم صاحب
" "	:	علی محمد صاحب
" "	:	مولانا در محمد صاحب
جنرل سیکرٹری	:	ڈاکٹر محمد حیات صاحب
جوائنٹ سیکرٹری	:	مولانا عبدالرحمٰن خان
نشرواشاعت سیکرٹری	:	مولانا عبدالغنی صاحب
مبلغ	:	مولانا محمد ابراہیم
سالار	:	مولانا جان محمد صاحب
خزانچی	:	حافظ عبدالرزاق صاحب

صوبائی ناظم خانپور میں:

شکارپور ۔ پ ۔ ا ۔ جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ کے ناظم حضرت مولانا غلام قادر پنھور نے ۹ فروری کو خانپور ضلع شکارپور کا اچانک دورہ کیا۔ خانپور میں عوامی شکایات معلوم کیں اور جمعیۃ طلباء اسلام خانپور کی میٹنگ میں شرکت کرنے کے بعد جمعیۃ علماء اسلام خانپور کے اجلاس میں شرکت کرکے تنظیمی امور کا جائزہ لیا۔

عبدالباری شیخ
پریس سیکرٹری جمعیۃ علماء اسلام شکارپور

قاتلانہ حملہ:

پاکپتن : جمعیت علماء اسلام پاکپتن کے ناظم اعلیٰ سردار محمد مجاہد پر ایک سکندر نامی شخص نے قاتلانہ حملہ گیارہ بجے بسم اللہ جنرل سٹور منڈی بازار پر کیا، مگر خوش قسمتی سے سردار محمد مجاہد بال بال بچ گئے۔ لوگوں نے ملزم کو پکڑ کر پولیس کے حوالے کر دیا۔ پولیس تفتیش کر رہی ہے بتایا جاتا ہے کہ ملزم سکندر کا چھوٹا بھائی مقدمہ زیر دفعہ ۳۷۷ میں ملوث ہے اور سردار محمد مجاہد اس مقدمہ کے خاص گواہ ہیں جس کی بنا پر سکندر نے گواہ کو بٹھانے کے لئے ان کو جان سے مارنے کے لئے قاتلانہ حملہ کیا۔

سیکرٹری نشرواشاعت جمعیۃ علماء اسلام پاکپتن

جمعیۃ میں شمولیت:

خانیوال ۔ گذشتہ دنوں خانیوال کے مشہور و معروف

سائیکل ڈیلر جناب صوفی امانت علی صاحب کی جمعیت میں شمولیت کے بعد خانیوال کے مشہور و معروف ڈاکٹر محمد ابراہیم صاحب مالک اشتیاق میڈیکل ہال جسونت نگر روڈ کالونی ۱۰ اپنے ساتھیوں سمیت جمعیۃ علماء اسلام میں شامل ہو گئے۔ خانیوال جمعیۃ کے رہنماؤں جناب سید آفتاب شاہ مولانا محمد رمضان ازہر راؤ محمد اسلم شیخ محمد عاشق جناب حاجی علی شیر ظہور احمد حکیم محمد عالم جاوید راؤ محمد اکرم ظفر اقبال قریشی اور جناب چوہدری محمد اصغر سروہی ایڈووکیٹ نے ان کی جمعیۃ میں شمولیت پر خیر مقدم کیا ہے۔

ڈاکٹر محمد ابراہیم نے اپنے بیان میں قائد جمعیۃ مفکر اسلام حضرت مولانا مفتی محمود صاحب اور حضرت مولانا عبداللہ درخواستی مدظلہ کی قیادت پر بھرپور اعتماد کا اظہار کیا۔

ایجنسی باجوڑ:

پشاور: جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد کے ایک پریس ریلیز میں کہا گیا ہے کہ ایجنسی باجوڑ واڑہ ماموند اور بازی شیر علی خیل بیرے کے مشہور مذہبی پیشوا مولانا سید جلیل خان اپنے ہزاروں معتقدین کے ساتھ جمعیۃ علماء اسلام میں شامل ہو گیا۔ مولانا سید جلیل خان نے پشاور میں حضرت مولانا مفتی محمود کے سامنے اپنی شمولیت کا اعلان کرتے ہوئے ان کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔ اس موقع پر اور لوگوں کے علاوہ صوبائی امیر مولانا سید محمد ایوب جان بنوری اور صوبائی جنرل سیکرٹری صاحبزادہ عبدالباری جان بھی موجود تھے۔ مولانا سید جلیل خان نے دونوں صوبائی رہنماؤں کو باجوڑ آنے کی دعوت دی جو قبول کی گئی۔

کارکنوں سے خطاب:

جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سرحد کے جنرل سیکرٹری صاحبزادہ عبدالباری جان نے ضلع مردان کے دورہ کے موقع پر بخشالی کے مقام پر کارکنوں سے خطاب کیا۔ اس موقع پر ضلعی امیر مولانا لطف الرحمن و ضلعی ناظم اعلیٰ مولانا عبدالغفور حقانی بھی موجود تھے۔ صاحبزادہ صاحب نے ملک میں نظام شریعت کے جلد از جلد نفاذ پر زور دیا اور کہا کہ اس کے نفاذ سے لوگوں کو درپیش مسائل حل ہو جائیں گے۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ احتساب کو جلد از جلد مکمل کیا جائے اور آزادانہ و منصفانہ انتخابات کرائے جاویں۔ انہوں نے کارکنوں پر زور دیا کہ عام لوگوں سے رابطہ قائم کریں اور ان کو جمعیۃ علماء اسلام کے اغراض و مقاصد سے روشناس کرادیں۔ انہوں نے اسلامی اقتصادی نظام کے نفاذ کے لئے علماء کرام سمیت ماہرین اقتصادیات پر مشتمل ایک بورڈ کے قیام پر زور دیا۔

آفس سیکرٹری

جھوٹے وعدے اور علماء اوقاف

زبانی وعدوں سے علماء اوقاف کا مذاق اڑایا جاتا ہے۔ بھٹو کے دور سے یہ وعدے کئے جا رہے ہیں کہ علماء کرام کو معاشرہ میں اونچا مقام دیا جائے گا لیکن ابھی تک یہ وعدے جھوٹے ثابت ہو رہے ہیں۔ اس وقت چپڑاسی کی تنخواہ اوقاف کے امام و خطیب سے بہت زیادہ ہے۔ خطیب کی تنخواہ ۲۴۰ روپے ہے جب کہ مہنگائی آسمان سے باتیں کرتی ہے۔

صحت یابی

مرکزی تنظیمی کمیٹی کے رکن اور صوبہ سندھ جمعیۃ علماء اسلام کے ناظم جناب عبدالرزاق صاحب گزشتہ دنوں کراچی میں موٹر سائیکل کے حادثے میں زخمی ہو گئے تھے، اب بفضل تعالیٰ صحت یاب ہیں۔

جمعیۃ علماء اسلام تحصیل خانیوال کے امیر کا تفصیلی دورہ جہانیاں

گزشتہ دنوں جمعیۃ علماء اسلام تحصیل خانیوال کے نائب امیر مولانا محمد رمضان صاحب خطیب جامع مسجد کوثر صوفی محمد سلیمان جناب مولانا محمد شریف صاحب ماہی نائب امیر ۲ خطیب جامع مسجد تلمبہ جہانیاں پہنچ کر جماعتی پروگرام کا جائزہ لیا اور آئندہ کے لئے احباب کو پروگرام مرتب کرنے کے لئے فکر دلایا گیا۔ تمام مقامی جماعتی حضرات نے مہمانان خصوصی کا استقبال کیا اور مکمل تعاون کا یقین دلایا اور جمعیۃ علماء اسلام جہانیاں نے پاکستان قومی اتحاد کے مرکزی صدر جناب مولانا مفتی محمود صاحب کی قیادت پر مکمل اعتماد کا اظہار کیا۔

صوبہ سندھ:

جمعیۃ علماء اسلام صوبہ سندھ کے نائب صدر مولانا محمد حسن نے اپنے ایک بیان میں کہا کہ اندرون سندھ اور خاص کر ضلع نوابشاہ میں قادیانیوں نے اپنی سرگرمیاں تیز کر دی ہیں اور قادیانیت سے متعلق لٹریچر تقسیم کر رہے ہیں جو کہ ایک باغیرت مسلمان کے لئے چیلنج کی حیثیت رکھتا ہے۔ اگر لٹریچر تقسیم کیا جاتا رہا تو ہو سکتا ہے ۱۹۵۳ء اور ۱۹۷۴ء کی تحریک پھر دوبارہ شروع ہو جائے۔ اب جبکہ ملک کی اقتصادی حالت پہلے ہی کمزور ہے اور ملک کی معیشت بگڑی ہوئی ہے قادیانیوں کی ان حرکتوں سے ملک ایک بار پھر شدید بحران کا شکار ہو سکتا ہے' اس لئے میں اپیل کرتا ہوں کہ ان عناصر کے خلاف سخت ترین کارروائی کی جائے جن کی شہ پر قادیانی پھر فتنہ انگیزی کرنا چاہتے ہیں۔ شہر نوابشاہ میں قادیانی بڑی تیزی سے لٹریچر تقسیم کر رہے ہیں۔ اگر ان قادیانیوں کے خلاف کارروائی نہ کی گئی تو مسلمان مجبور ہو کر خود ان قادیانی عناصر کے خلاف کارروائی کریں گے۔

جھنگ:

جمعیۃ علماء اسلام ضلع جھنگ کے جنرل سیکرٹری مولانا محمد عبدالوارث ناظم نشر و اشاعت چوہدری محمد عقیل اور قومی اتحاد جھنگ کے نائب صدر قاری غلام احمد نے ایک مشترکہ بیان میں مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر، ڈپٹی کمشنر اور ڈسٹرکٹ فوڈ کنٹرولر جھنگ سے مطالبہ کیا ہے کہ دیہات میں آٹا سپلائی کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ چونکہ ملک کی اسی فیصد آبادی دیہات میں آباد ہے اور وہ روٹی کو ترس رہی ہے۔ انہوں نے امید ظاہر کی کہ موجودہ حکومت سابقہ حکومت کی طرح صرف زبانی جمع خرچ سے کام نہ لے گی بلکہ ملک کے شہروں کے ساتھ ساتھ دیہاتی عوام کی فلاح و بہبود اور ترقی و خوشحالی پر خصوصی توجہ دے گی جیسا کہ جنرل محمد ضیاء الحق نے اعلان کیا ہے کہ "وہ دیہات کا اچانک دورہ کریں گے"۔

اظہار تعزیت:

شکارپور: جمعیۃ علماء اسلام شکارپور کے امیر حضرت مولانا محمد عبداللہ شیخ و ناظم حافظ محمد یسین نے اپنے ایک مشترکہ بیان میں ملک کے روحانی پیشوا حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی کے وفات پر گہرے رنج و غم کا اظہار کیا اور دعا کی ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کو جنت الفردوس میں اعلیٰ جگہ عطا کرے اور پسماندگان کو صبر جمیل عطا فرمائے۔

طلباء کی سرگرمیاں — مرتبہ: طاہر چودھری



جمعیۃ طلباء اسلام ملک بھر کے کالجوں اور یونیورسٹیوں کے انتخابات میں بھرپور حصہ لے گی

قائد طلباء میاں محمد عارف

زندگی کے ہر شعبے میں اسلام کا عملی نفاذ ہی ہماری کامیابی ہے: سید سراج احمد شاہ امروٹی

گذشتہ روز جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کے مرکزی صدر میاں محمد عارف نے لاہور کے مختلف کالجز اور یونیورسٹی کا تنظیمی دورہ کیا۔ آپ نے کالجز اور یونیورسٹی میں جمعیۃ کے کارکنوں اور طلباء لیڈروں سے تفصیلی ملاقاتیں کیں۔ اس سلسلہ میں مرکزی صدر صاحب ملک کے دوسرے حصوں میں ہنگامی دورہ پر روانہ ہو رہے ہیں جہاں وہ مختلف کالجوں میں طلباء سے ملاقاتیں کریں گے۔

دریں اثنا ایک پیغام کے ذریعہ مرکزی صدر نے ملک بھر کے کارکنوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ کالجز اور یونیورسٹیز کے الیکشن میں بھرپور حصہ لیں۔ آپ نے کہا کہ کالجوں اور یونیورسٹیوں میں الیکشن کے موقع پر ہی ایسا وقت ہوتا ہے جب جماعت کو متعارف کرایا جا سکتا ہے۔ آپ نے طلباء کو ہدایت کی کہ جہاں تک ممکن ہو کالجز اور یونیورسٹیوں کی یونینز الیکشن میں حصہ لے کر اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوں۔

صوبہ سندھ کے صدر کی پنجاب آمد:

گذشتہ دنوں جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سندھ کے صدر سید سراج احمد شاہ صاحب لاہور تشریف لائے۔ آپ نے لاہور میں مختلف مقامات پر طلباء کے کثیر اجتماعات سے خطاب کیا۔ اس کے علاوہ آپ گوجرانوالہ تشریف لے گئے جہاں آپ نے طلباء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ زندگی کے ہر شعبے میں اسلام کا عملی نفاذ ہی ہماری کامیابی ہے۔ آپ نے جمعیۃ کے کارکنوں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ جہاں ہمارے ساتھ دینی مدارس کے طلباء ہیں وہاں کالجز اور یونیورسٹیوں کے طلباء بھی شانہ بشانہ کام کر رہے ہیں۔ آپ نے جمعیۃ کو ایک روشن بلب سے مثال دیتے ہوئے کہا کہ اس بلب کو روشن کرنے کے لیے دو تاروں کا آپس میں اکٹھا ہونا انتہائی ضروری ہے۔ آپ نے کہا کہ دینی مدارس اور کالجز کے طلباء دو تاروں کی مانند ہیں جن کے اکٹھے ہونے سے بلب روشن ہوتا ہے۔ آپ نے کارکنوں سے کہا کہ مجھے امید ہے اگر آپ لوگوں نے اپنی کوششیں جاری رکھیں تو وہ دن دور نہیں جب آپ اپنی منزل کو پانے میں کامیاب ہو جائیں گے۔

توجہ فرمائیے

ضروری اعلان

گذشتہ دنوں عزم نو کی خریداری کے سلسلہ میں ایک ساتھی نے پندرہ روپے اور کسی دوسرے ساتھی نے بارہ روپے مرکزی دفتر ارسال کئے ہیں لیکن ان دونوں حضرات نے اپنے نام اور پتے نہیں لکھے۔ اس اعلان کے ذریعہ ان دو متعلقہ حضرات کو آگاہ کیا جاتا ہے کہ وہ اپنا مکمل پتہ مرکزی دفتر جلد از جلد روانہ فرمائیں تاکہ پرچہ بروقت ارسال کیا جا سکے۔

مرکزی شوریٰ کا اجلاس

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان کی مرکزی مجلس شوریٰ کا ایک انتہائی اہم اجلاس ۱۶ اور ۱۷ اپریل کو مرکزی دفتر، ۴۔ بی، شاہ عالم مارکیٹ میں طلب کیا گیا ہے تمام متعلقہ حضرات کو دعوت نامے جاری کر دیئے گئے ہیں۔ اگر کسی صاحب کو دعوت نامہ وصول نہ ہوا ہو تو وہ اس اعلان کو ہی دعوت نامہ سمجھتے ہوئے بروقت تشریف لا کر اپنی ذمہ داریوں سے عہدہ برآ ہوں۔

محمد فاروق قریشی
مرکزی ناظم عمومی جمعیۃ طلباء اسلام، پاکستان

عظیم الشان تربیتی اجتماع

جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان حلقہ برنس روڈ کراچی کے زیر اہتمام ایک عظیم الشان تربیتی اجتماع مورخہ ۲۳ مارچ ۷۸ء منعقد کیا جا رہا ہے جس سے ممتاز علماء کرام اور طالب علم لیڈر خطاب فرمائیں گے۔ مقررین کے اسماء گرامی درج ذیل ہیں:

۱۔ مولانا محمد طیب کشمیری، ۲۔ مولانا خان محمد ۳۔ مولانا خدا بخش، ۴۔ محمد فاروق قریشی، ناظم عمومی جمعیۃ طلباء اسلام پاکستان، ۵۔ محمد رفیق نائب صدر جمعیۃ طلباء اسلام صوبہ سندھ

طلباء سے زیادہ سے زیادہ شرکت کی درخواست ہے۔

بلوچستان کی مجلس عاملہ کا اجلاس

گذشتہ دنوں جمعیت طلباءِ اسلام صوبہ بلوچستان اور ضلع کوئٹہ کی مجالس عاملہ کا اجلاس زیرِ صدارت جناب ملک سکندر خان عیسیٰ خیل صوبائی صدر منعقد ہوا جس میں تنظیمی امور کے متعلق اہم فیصلے کئے گئے۔ ان کے مطابق ضلع کوئٹہ کے چھ کالجوں اور سولہ مدارس عربیہ کی شاخوں کے عہدیداران کو فارغ کر دیا گیا ہے۔ ۱۰ مارچ سے ۱۲ مارچ تک کمیٹی سازی کی مہم جاری رہے گی جسکے بعد ان اداروں میں جماعت کی تنظیم نو کی جائے گی۔ (۲) جناب اسحٰق عبداللہ آرٹس کالج کوئٹہ، عبداللہ جان ڈگری کالج خضدار، محمد سلیمان اٹھڈ ڈگری کالج مستونگ اور انوار الدین نائب صدر ضلع کوئٹہ پر مشتمل ایک کمیٹی پورے صوبہ کا ۲۰ مارچ سے دورہ کرے گی جو تنظیم نو کے علاوہ جماعتی آرگن "عزم نو" کی معاونت سازی کی ذمہ داری بھی انجام دے گی۔ (۳) بولان میڈیکل کالج کے انتخابات میں آزادانہ حیثیت سے حصہ لیا جائے گا۔ انتخابی مہم کے لئے ڈاکٹر محمد سلیم صدر، ڈاکٹر طاہر غیاث، ڈاکٹر حافظ عبدالعلی اور ڈاکٹر خلیل احمد پر مشتمل ایک کمیٹی بنا دی گئی ہے۔ (۴) صوبہ بلوچستان کا تربیتی اجتماع جو اپریل کے پہلے ہفتہ میں ہونے والا ہے بعض ناگزیر وجوہات کی بنا پر ملتوی کر دیا گیا ہے۔

آخر میں ممتاز عالم دین مولانا غلام حیدر نوشکوی کے بھائی اور جمعیت طلباءِ اسلام کے سابق مرکزی رہنما متین چوہدری کے بھائی کی اموات پر قرار دادِ تعزیت منظور کی گئی۔

شمولیت:

اللہ کے فضل و کرم اور بزرگوں کی دعاؤں کے طفیل جمعیت طلباءِ اسلام پروگرام سے متاثر ہو کر بے شمار ساتھی جماعت میں شامل ہو رہے ہیں۔ ہم ان تمام ساتھیوں کو خوش آمدید کہتے ہیں۔ گذشتہ ہفتے میں نئے آنیوالے ساتھیوں کے نام یہ ہیں:

گھوٹکی سندھ:

سید محمد فاروق شاہد۔ احمد علی شاہ، گل محمد، محمد حسن۔ حسین احمد۔ علی بلال۔ محمد اقبال۔ علی حسن۔ عبدالجبار۔ محمد پٹھان۔ حبیب الرحمٰن، گلاب شاہ۔ عبدالخالق۔ تنویر احمد خواجہ۔ اس کے علاوہ خانپور مہر میں بھی سو سے زائد طلباء جماعت میں شامل ہوئے ہیں۔ جگہ کی کمی کی وجہ سے پورے نام دینے سے قاصر ہیں۔

۲۔ خانیوال

اسلامیہ ڈگری کالج خانیوال کے موجودہ صدر حمید اللہ خان نیازی (پی۔ ایس۔ ایف) محمد طاہر، عبدالرشید اور عبدالحمید (اسلامی جمعیۃ طلباء) نے اپنی جماعتوں سے استعفیٰ دے کر جمعیت طلباء اسلام میں شمولیت اختیار کی ہے۔

۳۔ چشتیاں:

محمد منشا جاوید۔ محمد صدیق عاصی۔ عبدالقیوم نیازی۔ حافظ محمد عقیل صدیقی۔ مسعود احمد وٹو، گلزار احمد ناشاد۔ محمد بخش جمیل۔ محمد سلیم اختر وٹو، محمد اجمل وٹو۔ محمد افضل جاوید۔ حافظ ظفر صادق، حافظ شبیر احمد۔ محمد سلیم۔ محمد حنیف سلیم اور ان کے دیگر ساتھی۔

۴۔ منچن آباد:

حافظ ریاض احمد طارق، ظہور احمد پراچہ، محمد سرور شہزاد۔ مقصود انور قریشی۔ محمد شاہد۔ محمد اشرف۔ محمد رشید۔ محمد سردار۔ محمد اختر، محمد رفیق۔

۵۔ بہاولنگر

اعجاز بخاری۔ خورشید احمد۔ حافظ نور احمد، عبداللہ۔ محمد اکمل

انتخابات:

ہفتہ گذشتہ میں مختلف شہروں میں جمعیت طلباءِ اسلام کی مقامی شاخوں کے انتخابات ہوئے۔ نئے عہدیداروں کے نام حسب ذیل ہیں:

۱۔ چانڈکا میڈیکل کالج لاڑکانہ:

یہاں جمعیۃ کا باقاعدہ یونٹ قائم کیا گیا ہے جناب نذیر احمد بھنوار کو اسکا کنوینر مقرر کیا گیا ہے۔

۲۔ خانپور مہر سندھ

صدر۔ خالد محمود گبول، نائب صدر۔ عبدالحفیظ، جنرل سیکرٹری۔ علی حسن، خازن۔ عنایت اللہ، نشر و اشاعت۔ اللہ رکھا گبول، نگران۔ جناب عبدالجبار خان گبول۔

۳۔ ڈیرہ اسماعیل خان:

کنوینگ باڈی کے ارکان یہ ہوں گے: حامد علی۔ محمد شفیق۔ محمد خان۔ محمد رفیق سندھی اس کے کنوینر عبدالرحیم فاروقی ہیں۔

۴۔ اشرف المدارس فیصل آباد:

صدر۔ حافظ خلیل الرحمٰن انوری، نائب صدر حافظ عبدالمجید، جنرل سیکرٹری۔ حافظ عبدالجلیل قاسم، ناظم نشریات۔ حافظ غلام رسول، خازن۔ حافظ محمد شفیع کشمیری۔

۵۔ ڈونگہ بونگہ ضلع بہاولنگر:

صدر۔ شیخ محمد اختر صابر۔ نائب صدر۔ محمد امین، ناظم عمومی۔ ملک محمد اختر، ناظم۔ محمد اسحٰق، خازن۔ حاجی محمد صدیق۔ ناظم نشر و اشاعت۔ ملک محمد طیب ندیم

۶۔ اشرف العلوم شجاع آباد:

سرپرست۔ حضرت مولانا عبدالحمید صاحب، صدر۔ غلام صدیق فاروقی، نائب صدر۔ عطاء الرحمٰن، جنرل سیکرٹری۔ ضیاء الرحمٰن۔ جوائنٹ سیکرٹری۔ عبدالرحیم، ناظم نشریات۔ اللہ وسایا۔ خازن۔ صاحبزادہ حبیب اللہ۔

۷۔ حبیب آباد طاہر والی (احمد پور شرقیہ):

سرپرست۔ حضرت مولانا منظور احمد نعمانی۔ صدر۔ محمد یحییٰ صدیقی۔ نائب صدر۔ شاہ نظر، ناظم عمومی۔ محمد عبدالشکور، نائب ناظم۔ کریم بخش، ناظم نشریات، ولی اللہ شاہ، خازن۔ خالد سیف اللہ۔

۸۔ بہاولنگر:

کنوینر۔ ملک خلیل احمد اعوان، معاون خصوصی۔ شیخ محمد ابراہیم، خالد محمود وٹو۔ معاونین۔ شفیق احمد۔ رشید احمد۔ لیاقت علی، عمر فاروق۔ عبداللہ غلام مرتضیٰ۔ فضل کریم۔ محمد منشا، محمد ذوالفقار احمد۔ نیاز احمد۔ محمد رشید۔ عبدالخالق۔



ماضی میں نام نہاد عوامی حکومت نے

تعلیمی اداروں میں مخصوص اقلیتی کوٹہ ختم کر کے اقلیتوں کا مستقبل تاریک بنا دیا۔

مکرمی!

نہایت ادب سے گذارش ہے کہ سابقہ حکومت نے ۱۹۷۶ء میں یک طرفہ فیصلہ کر کے میڈیکل کالجوں اور دیگر فنی اداروں میں مخصوص اقلیتی کوٹہ ختم کر دیا تھا۔ اس وجہ سے مستحق اقلیتی طلباء کو ان اداروں میں داخلے کے حصول میں سخت پریشانی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور ہمارے جائز حقوق متاثر ہو رہے ہیں۔

عالیجاہ میں آپ کی توجہ کوٹہ سسٹم کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ ان اداروں میں دیگر مخصوص کوٹے ابھی تک موجود ہیں جبکہ صرف اقلیتی کوٹہ ختم کیا گیا تھا۔ اس طرح مستحق اور غریب اقلیتی طلباء کے ساتھ انتہائی ناانصافی کی گئی تھی۔ اقلیت کے لئے مخصوص نشستیں کسی بھی دور میں ختم نہیں کی گئی تھیں۔ سابقہ حکومت نے اقلیتی مخصوص کوٹہ ختم کر کے بہت سے اقلیتی طلباء کے مستقبل کو تاریک بنا دیا ہے۔ ان حالات میں اقلیتی طلباء کے والدین انہیں اعلیٰ تعلیم دلوانے کی جرأت نہیں کر سکتے۔

اس سے پہلے بھی اقلیتی نمائندوں کی طرف سے پنجاب اسمبلی میں اور اس وقت کے وزیر اعلیٰ پنجاب سے ملاقاتوں کے دوران میڈیکل کالجوں اور دیگر فنی اداروں میں اقلیتی کوٹہ بحال کرنے کا مطالبہ کیا گیا تھا لیکن ابھی تک اقلیتی کوٹہ کی بحالی کا پتہ نہیں چل سکا اور اب میڈیکل کالجوں میں داخلے بھی شروع ہو گئے ہیں۔ ہمیں بھی ان کالجوں میں اقلیتی کوٹہ بحال کر کے داخلہ دیا جائے۔ اقلیتی طلباء اس وقت اپنے مستقبل کے بارے میں غیر یقینی کی کیفیت میں مبتلا ہیں۔

میں اقلیت کے "اچھوت" فرقے سے تعلق رکھتا ہوں ہماری سماجی اور تعلیمی حالت صدیوں سے پسماندہ چلی آ رہی ہے۔ جب میڈیکل کالجوں میں اقلیت سے تعلق رکھنے والے اقلیتی طلباء کے لئے نشستیں مختص ہوا کرتی تھیں تو ہمارے جیسے پسماندہ طبقوں سے تعلق رکھنے والے اقلیتی طلباء بھی ان اداروں میں داخلہ لے سکتے تھے لیکن سابقہ نام نہاد عوامی حکومت نے اقلیت کو دھوکہ دینے کے لئے سوشلزم کا نعرہ لگا کر ان اداروں میں اقلیتی طلباء کے لئے مختص نشستیں ختم کر کے اقلیتی فرقہ سے تعلق رکھنے والے طلباء پر اعلیٰ تعلیم کے دروازے بند کر دیے۔ سابقہ حکومت کی اس اقلیت کش پالیسی نے بہت سے اقلیتی طلباء کو ان کے مستقبل کے بارے میں مایوس کر دیا اور انہیں اپنا مستقبل تاریک ہوتا نظر آتا ہے۔ قائداعظم نے فرمایا تھا "چھوت چھات صرف ہندو مذہب اور فلسفے میں جائز ہے۔ ہمارے یہاں ایسی کوئی بات نہیں۔ اسلام انصاف، مساوات، معقولیت اور رواداری کا حامل ہے جبکہ جو غیر مسلم ہماری حفاظت میں آ جائیں اسلام ان کے ساتھ فیاضی کو بھی روا رکھتا ہے۔ یہ لوگ ہمارے بھائی ہیں اور اس ریاست میں وہ شہریوں کی طرح رہیں گے"۔

اب جبکہ وطن عزیز میں اسلامی نظام کا نفاذ کیا جا رہا ہے اور جداگانہ انتخاب کا حق بھی تسلیم کر لیا گیا ہے تو میں بجا طور پر امید کر سکتا ہوں کہ میڈیکل کالجوں اور فنی اداروں میں داخلے کے دوران اقلیتی طلباء کے لئے پہلے کی طرح نشستیں مختص کر کے ان کے جائز اور مناسب حق کو تسلیم کر لیا جائیگا۔

عالیجناب! میں ایف۔ ایس سی (پری میڈیکل) کا امتحان ۵۴۵ نمبر لے کر پاس کر چکا ہوں۔ سابقہ حکومت کی... ناانصافی پر مبنی پالیسی کی وجہ سے میرا ایک قیمتی سال ضائع ہو چکا ہے۔ اگر سابقہ حکومت اقلیتی کوٹہ ختم نہ کرتی تو مجھے پنجاب کے کسی ایک میڈیکل کالج میں داخلہ مل سکتا تھا۔ کوٹہ سسٹم کی بحالی کی صورت میں مجھے میڈیکل کالج میں داخلہ مل سکتا ہے۔

میں آپ کے موقر جریدے کی وساطت سے جناب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر اور ان کے مشیر برائے صحت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ آپ میڈیکل کالجوں میں اقلیتی کوٹہ بحال کر کے میرا اور دیگر اقلیتی طلباء کا مستقبل تاریک ہونے سے بچا لیں۔

سوہن لال ولد امر سنگھ۔
کچی منڈی وارڈ نمبر ۳، ہارون آباد

سڑک سیدھی کی جائے اور
ایکسپریس ٹرین چلائی جائے

مکرمی!

دریا خان بھکر سے ایک سڑک براستہ جھنگ فیصل آباد لاہور کو جاتی ہے جس پر دن رات ٹریفک چلتی ہے مگر اس سڑک میں بھکر تا جھنگ اتنے موڑ ہیں کہ ایک فرلانگ میں دو دو، تین تین موڑ آتے ہیں جن سے حادثات بھی ہوتے ہیں اور فاصلہ بھی بہت زیادہ ہو جاتا ہے۔ اگر اس سڑک کو سیدھا کیا جاوے تو یہ دریا خان تا جھنگ کا راستہ ایک سو چار (۱۰۴) میل کی بجائے صرف اسی۔ پچاسی میل ہو سکتا ہے ریلوے نے ایک ریل کار کندیاں تا لاہور چلائی ہوئی ہے جس سے عوام کو کوئی فائدہ نہیں ہے۔ موجودہ ریل کار کا دائرہ وسیع کر کے بھکر تا لاہور چلائی جائے یا دوسری کوئی ٹرین ایکسپریس بھکر تا لاہور چلائی جاوے اور جھنگ تک سڑک کو چوڑا اور سیدھا کیا جاوے۔

نظام تعلیم میں عقیدہ توحید
کا مضمون شامل کیا جائے

مکرمی!

میں آپ کے موقر جریدے کی وساطت سے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر جنرل محمد ضیاء الحق صاحب سے اپیل کرتا ہوں کہ نصاب تعلیم میں پرائمری سے لیکر یونیورسٹی تک عقیدہ توحید کے مضمون کو شامل کیا جائے کیونکہ پاکستان عقیدہ توحید کی بنیاد پر معرض وجود میں آیا تھا لیکن افسوس کہ تیس برس کا عرصہ گذر جانے کے باوجود لا الہ الا اللہ کے نام پر معرض وجود میں آنے والے ملک کے نظام

تعلیم میں عقیدہ توحید کے مضمون کا نام تک نہیں۔

میں جنرل صاحب سے گذارش کرتا ہوں کہ اب نیا تعلیمی سال شروع ہونے والا ہے اس میں عقیدہ توحید کے مضمون کو لازمی مضمون کی حیثیت سے شامل کیا جائے۔

محمد نعیم بادشاہ

لنڈا بازار، لاہور

سڑک تعمیر کی جائے؛

مکرمی!

بھوئی گاڑ کی اکثر آبادی ملازم طبقہ کی ہے۔ قرب و جوار میں واہ کینٹ، سیمنٹ فیکٹری فاروقیہ فیکٹری اور لاتعداد پتھر پیسنے کی مشینیں ہیں مگر اس کے باوجود ہم سڑک جیسی بنیادی سہولت سے محروم ہیں۔

ہم آپ کے جریدے کی وساطت سے حکام بالا سے مؤدبانہ گذارش کرتے ہیں کہ وہ فاروقیہ سے بھوئی گاڑ تک پختہ سڑک تعمیر کرائیں۔

(دستخط) متعدد افراد

تربیلا پروجیکٹ کے متاثرین؛

مکرمی!

میں اور یہاں کے سینکڑوں باسی آپ کے جریدے کی وساطت سے چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر، وفاقی سیکرٹری واٹر اینڈ پاور، چیئرمین تربیلا جوائنٹ وینچر پروجیکٹ اور پاکستان کے تمام سیاستدانوں سے اپیل کرتے ہیں کہ خدا کے لئے ہمارے حال پر رحم کرتے ہوئے ہمارے مسائل سنے جائیں اور انہیں حل کرنے کے لئے فوری اقدامات کئے جائیں۔

ایک سو دس گاؤں کے ڈیڑھ لاکھ باسی جن کے لئے عوامی حکومت نے طرح طرح کے وعدے آبادکاری کے کئے تھے اور آبادکاری کے بہانے آبادکاری کے لئے مخصوص اربوں روپے اپنی عیاشیوں پر خرچ کرتے رہے۔ ان متاثرین تربیلا ڈیم کو اپنے آباؤ اجداد کے گھروں سے نکال کر کھلے آسمان کے نیچے ڈال دیا گیا اور سرکاری کاغذات اور رکھاتوں میں یہ قسم کالونیوں کے نام دکھائی گئی اور عرصہ چار پانچ سال سے نہ توان کے لئے کوئی روزگار فراہم کیا گیا اور نہ کوئی کارخانہ لگایا گیا۔ جن متاثرین نے ملک و قوم کے لئے قربانیاں دی ہیں اور ملک و قوم کے لئے گھر بار کو چھوڑا اپنے باپ دادا کی قبروں کو پانی میں ڈبوایا، ان متاثرین تربیلا ڈیم کی آئندہ نسلیں بھی تباہ ہو چکی ہیں کیونکہ نوٹیفکیشن ۱۹۶۷ء میں جو قیمت زمین کی دی گئی تھی وہ روپے کی قیمت گرنے اور مہنگائی کے زیادہ ہونے سے بالکل ختم ہو گئی ہے۔ اگر بالفرض محال فی خاندان دس ہزار روپے ملے اور فی خاندان پچاس ہزار روپے بھی ملے تو یہ لوگ صرف اور صرف ایک مکان رہنے کے لئے بنوا سکتے ہیں۔ ان لوگوں کو ایوارڈ کلکٹر سے پچیس روپے فی کنال سے لے کر دو ہزار روپے فی کنال کے حساب سے رقم دی گئی تھی۔ اسی رقم سے ہری پور کے نزدیک یا کالونی کے گرد و نواح میں اسی قیمت پر زمین ملنی مشکل ہی نہیں بلکہ ناممکن ہے کیونکہ ہری پور یا گرد و نواح کی زمین کی قیمت ۵۰۰۰ سے ۲۰۰۰۰ روپے ہے۔ لہذا یہ لوگ کھیتی باڑی سے تو رہے۔ جو روپیہ آباؤ اجداد کی کل جائیداد کا ملا تھا وہ ایام بے روزگاری میں خرچ ہو چکا ہے اور آدھے سے زیادہ لوگ سیمنٹ کی عدم دستیابی اور چالیس روپے فی بوری لے کر بھی مکان نہیں بنا سکے اور آج تک دربدر کی ٹھوکریں کھا رہے ہیں اور کالونیوں میں طرح طرح کے ٹیکسوں نے مزید کمر توڑ دی ہے۔ ملک و قوم کے لئے قربانیاں دینے والے اپنے خاندانوں اور اپنی نسلوں کو تباہ کرنے والوں کے بھائی اور عزیز و رشتہ دار بچھڑ گئے آج جگہ جگہ ڈیرے ڈالے پڑے ہیں اور ملک کا کوئی بھی راہنما یا رہبر پرسان حال نہیں کہ ان لوگوں کی آئندہ نسلوں کا کیا حال ہوگا۔ باپ دادا کی جائیداد تو یہ لوگ کھا پی چکے ہیں جہاں صدیوں سے آباد تھے وہ کھیت یا زمینیں جھیل میں ڈوب چکی ہیں۔ ان لوگوں کے لئے کوئی کارخانہ ہے اور نہ سڑک اور نہ ہی کوئی روزگار کا ذریعہ ہے۔ لے دے کر ایک کارخانہ قائم کرنے کے لئے کام شروع کیا گیا ہے وہ بھی ۸۰ء سے پہلے بننا مشکل ہے

میں پاکستان قومی اتحاد اور جمعیت علماء اسلام کے جملہ اکابرین سے خاص طور پر گذارش کرونگا کہ اپنی پہلی فرصت میں ان لوگوں کے مسائل کی طرف توجہ فرمائیں۔

عبدالسلام 'پوسٹ مین'

پلاٹ ۱۱۴۸ء، سیکٹر ۲ء، کھلاٹ ٹاؤن شپ

ہری پور۔ ہزارہ

آٹے کی قلت اور زمینداروں کے ظلم سے نجات دلائی جائے

مکرمی!

علاقہ رنگ پور کھیڑا میں گندم و آٹا بالکل نایاب ہو گیا ہے۔ اگر کہیں ملتا بھی ہے تو ستر۔ اسی روپے فی من جبکہ حکومت کے اعلان کے مطابق گندم کا کافی ذخیرہ ملک میں موجود ہے اور باہر سے بھی کافی آرہی ہے۔ ہمارے علاقے کے ڈپو ہولڈر، ڈپو پر پچاس روپے فی من گندم بیچتے ہیں جس کی وجہ سے پیپلز پارٹی والے یہ تاثر لوگوں میں پھیلا رہے ہیں کہ مہنگائی مولویوں کی وجہ سے ہوئی ہے۔ رنگ پور کھیڑا سے کئی میل کے فاصلے پر زمیندار ترگڑ قوم آباد ہے جو کہ ظالم قسم کے انسان ہیں۔ یہاں کے غریبوں پر ظلم کرتے ہیں۔ یہاں کے بڑے زمیندار گھوڑے و گھوڑیاں کھلے چھوڑ دیتے ہیں جو کھیتی خراب کرتے ہیں۔ غریب کاشتکاروں نے ہاتھ جوڑے، منت سماجت کی اور افسران تک شکایت کی لیکن چند دن رو کنے کے بعد پھر چھوڑ دیتے ہیں۔ ہر نئی حکومت کے یہ حامی و چمچہ گیر بن جاتے ہیں۔

موجودہ فوجی حکومت سے مؤدبانہ التماس ہے کہ ان زمینداروں کے ظلم سے ہمیں نجات دلائی جائے اور ایسا ٹھوس اقدام کیا جائے تاکہ آئندہ ہرگز ہرگز غریب کاشتکاروں کی پکی کھیتیوں کو اجاڑ نہ سکیں۔

حکیم مولوی ظہور الحق

ڈاک خانہ جاڑیانوالہ' علاقہ رنگ پور

تحصیل و ضلع مظفر گڑھ

شہباز خیل میں پانی کی قلت

مکرمی!

ہم آپ کے مؤقر جریدے کی وساطت سے جناب چیف مارشل لاء ایڈمنسٹریٹر صاحب اور پبلک ہیلتھ ڈیپارٹمنٹ کی توجہ موضع شہباز خیل میں پانی کی کمی کی طرف دلاتے ہیں۔ اس سکیم پر کافی خرچ ہونے کے باوجود شہباز خیل کے عوام کو اس سکیم نے کوئی فائدہ نہ دیا کیونکہ اس سکیم میں تیل سے چلنے والی مشین لگی ہیں جو کہ اکثر خراب رہتی ہیں یا پھر تیل کی قلت ہوتی ہے اور اگر سب انتظام ٹھیک ہو تو بھی گھنٹہ، ڈیڑھ گھنٹہ مشینیں کے چلنے اور کنوئیں کی گہرائی کم ہونے کے باعث کنوئیں میں پانی ختم ہو جاتا ہے۔ اس پانی کی سکیم کے ساتھ تقریباً ایک میل کے فاصلے پر پیپرز میں بجلی ہے۔ لہذا یہ پرانی مشینیں جتنا تیل ضائع کرتی ہیں اور جتنا ریپئرنگ پر خرچ آتا ہے اگر بجلی کا بندوبست ہو جائے تو اس پر بہت کم لاگت آئے گی اور عوام کی پانی کی قلت بھی ختم ہو جائے گی۔ پانی کی اس کمی کی وجہ سے آجکل شہباز خیل کے عوام چالیس پیسہ فی ٹین پینے کا پانی لیکر استعمال کرتے ہیں۔

(گل جان اور متعدد افراد)

شہباز خیل تحصیل لکی مروت، ضلع بنوں۔